بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd No. [illegible]

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
[illegible] روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۲۰ — شمارہ ۱۷

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد [illegible]

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ر شہادت (اپریل) ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ۱۶ر شہادت کو پاؤں کے انگوٹھے کے نیچے کی طرف نقرس کے درد کی تکلیف ہو گئی ۔ مورخہ ۲۰ر شہادت کی اطلاع ہے کہ حضور انور کی عام طبیعت بہتر ہے ۔ نقرس کی تکلیف میں بھی افاقہ ہے لیکن ابھی مکمل طور پر آرام نہیں آیا ۔

احباب ، حضور انور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شامل حال رکھے اور ہمارے محبوب امام کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین ۔

قادیان ۲۶ر شہادت ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ حضرت بیگم صاحبہ کو اب حرارت نہیں ہوتی ۔ لیکن جگر کے مقام پر ہلکی ہلکی درد ابھی بھی ہوتی ہے ۔ احباب سیدہ ممدوحہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ جلد صحت بخشے آمین ۔

۳ر ربیع الاول ۱۳۹۱ھ — ۲۹ر شہادت ۱۳۵۰ ہش — ۲۹ر اپریل ۱۹۷۱ء

شاستان کوٹہ (کیرلہ) میں جملہ مذاہب کی عالمی کانفرنس اور جماعت احمدیہ کی شرکت !

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

تمام مذاہب کے عقائد و تعلیمات کو ایک ہی پلیٹ فارم پر بیان کرنے اور اس طرح دُنیا کے تمام مشہور و معروف مذاہب کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور اتحادِ باہمی کے حصول کے لئے اکھل بھارت ایپّا سیوا سنگھم (AKHILA BHARATHA AYYAPPA SEVA SANGHAM) کے زیر اہتمام شاستان کوٹہ (کیرلہ) میں ایک عالمی مذہبی کانفرنس اور پارلیمنٹ مورخہ ۲۴ر مارچ تا ۲ر اپریل ۱۹۷۱ء نہایت وسیع پیمانہ پر اور زرِ کثیر خرچ کر کے منعقد ہوئی ۔ کانفرنس والوں کے اعلان اور اشتہارات کے مطابق اس قسم کی مذہبی کانفرنس اس سے قبل پچھلی صدی کے اختتام میں امریکہ کے شہر Chicago میں منعقد ہوئی تھی ۔

اس دفعہ یہ کانفرنس کیرلہ کے ایک ایسے مقام میں ہوئی جو بہت ہی خوبصورت اور قدرتی مناظر سے مزیّن تھا ۔ اس میں شامل ہونے کے لئے دُنیا کے مختلف اطراف سے مختلف رنگ ، و نسل اور مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے سینکڑوں نمائندگان نے شرکت کی ۔

منتظمینِ کانفرنس کی طرف سے جماعتِ احمدیہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا ۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے مطابق محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی (مبلغ انچارج مہاراشٹر) محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل (مبلغ انچارج دہلی و یو۔پی) محترم مولانا ابوالوفاء صاحب (مبلغ انچارج کیرلہ) اور خاکسار اس کانفرنس میں شریک ہوئے ۔ منتظمینِ کانفرنس کی طرف سے بھی ہم میں سے ہر ایک کو علیحدہ طور پر بطور نمائندہ شریک ہونے کی دعوت دی گئی تھی ۔

افتتاحی اجلاس

مورخہ ۲۴ر مارچ شام کے ۴½ بجے Joseph Cardinal کی زیرِ صدارت منعقدہ اس اجلاس کا افتتاح ہندوستان کے مشہور ہندو گورو ڈاکٹر نٹراج گورو نے کیا ۔

اس اجلاس کو کوریا سے آئے ہوئے کورین گاندھی ڈاکٹر سوک ہون ہوم نے مخاطب کیا ۔

پارلیمنٹ

مورخہ ۲۵ر مارچ تا یکم اپریل روزانہ مذہبی پارلیمنٹ کے لئے تین تین اجلاس مقرر کئے گئے ۔ ان اجلاسات میں مختلف مذاہب کے نمائندگان اپنے اپنے مضامین سُناتے رہے روزانہ چوتھے اجلاس میں ان مضامین پر تبصرہ ۔ گفت و شنید اور مباحثہ کا انتظام تھا ۔ اور روزانہ شام کو ۷ بجے ایک گھنٹہ کے لئے Pray & Preach کے عنوان پر پروگرام ہوتا تھا جس میں ہر مذہب کے نمائندگان اپنے اپنے طریقہ پر عبادت اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے تھے ۔

عبادت اور تبلیغ

اس پروگرام میں بفضلہ تعالیٰ اسلام کی نمائندگی کرنے کی توفیق حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو ہی حاصل ہوئی ۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

اس پروگرام میں اسلام کے لئے ۲۵ر مارچ کا دن مقرر کیا گیا تھا ۔ اس کے لئے علیحدہ طور پر ایک بہت بڑا Prayer Hall بنایا گیا تھا ۔ اس میں نمائندگان کے لئے پانچسو کے قریب کُرسیاں بچھائی گئی تھیں ۔ پونے سات بجے کے قریب لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے نہایت خوش الحانی سے بلند آواز سے اذان دی ۔ اس طرح شاستان کوٹہ کے اس بلند مقام سے نکلی ہوئی اللّٰہُ اَکْبَر کی یہ روح پرور صدا سارے علاقہ میں گونجنے لگی ۔ یہ آواز سُن کر تمام نمائندگان عبادت گاہ میں داخل ہوئے اور سب کرسیاں ان منتخبہ مذہبی نمائندوں اور سرپرستوں سے پُر ہو گئیں ۔ ان کے علاوہ سینکڑوں افراد عبادت گاہ کے باہر جمع ہونے لگے ۔ اس موقعہ پر پندرہ بیس کے قریب احمدی حضرات بھی موجود تھے ۔ یہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کروناگپلی ۔ کالیکٹ اور منارگھاٹ سے تشریف لائے تھے ۔ چھ بجکر پچاس منٹ پر محترم مولانا امینی صاحب کی زیرِ اقتداء مغرب و عشاء کی نمازیں شروع ہوئیں ۔

اس وقت ہر احمدی کا دِل مختلف جذبات سے لبریز تھا ۔ عبادت کیا تھی عرشِ الٰہی کو جھنجھوڑ رہا تھا ۔ ایک طرف ہم اس لئے خوش تھے کہ اس عالمی سطح پر منعقد ہونیوالی کانفرنس میں اسلامی عبادت کا عملی نمونہ ان مذہبی نمائندگان کے سامنے پیش کرنے کی توفیق ہم احمدیوں کو مل رہی تھی ۔ دوسری طرف اس ضلالت و گمراہی اور بے راہ روی میں مبتلا دنیا میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرنے اور دنیا کے کناروں تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آواز پہنچانے کا شرف بھی خدا تعالیٰ نے ہمیں ہی عطا فرمایا تھا ۔ اس تشکرِ الٰہی کے جذبات سے ہمارے قلوب معمور تھے ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری آنکھوں سے آنسو رواں تھے ۔ واقعی اس قسم کا نظارہ اور روحانی منظر دیگر اقوام و مذاہب کیلئے بالکل نیا تھا ۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد محترم مولانا امینی صاحب نے انگریزی زبان میں ۴۵ منٹ تک ایک مضمون پڑھ کر سُنایا ۔ جس میں آپ نے اسلام کی خصوصیات ۔ اسلامی عبادات کا فلسفہ ۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ۔ (باقی دیکھیں صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر ، صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ر شہادت ۱۳۵۰ہش

اسلام اور علومِ جدیدہ کا چیلنج

اسی پرچہ میں دوسری جگہ "صدق جدید" کے حوالہ سے فرقانیہ اکیڈمی بنگلور کی کہانی کے اقتباس شائع کئے جا رہے ہیں۔ جو قابلِ مطالعہ ہونے کے ساتھ ساتھ فکر انگیز بھی ہیں۔ اور عبرتناک بھی۔

جس نازک اور کٹھن دَور سے اس وقت اسلام گزر رہا ہے اور الحادی طاقتوں اور علومِ جدیدہ کے جن چیلنجوں کا اُسے سامنا درپیش ہے ناظم ادارہ نے اس کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ جہاں تک جائزہ کا تعلق ہے وہ حرف حرف صحیح اور درست ہے۔ ہمیں اس حد تک تو خوشی ہوئی ہے کہ علماء حضرات بھی اب زمانہ کے بدلے ہوئے حالات کو سمجھنے لگے ہیں۔ اور اُن میں بھی مثبت رنگ کی حرکت پیدا ہونے لگی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حتمی کامیابی کی وہ راہیں ان پر نہیں کُھل رہیں جن کا ایک سچے مومن کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اس کی بڑی وجہ اس صحیح طریقِ کار کا فقدان ہے جو ایسے نتائج کے لئے ضامن ہوا کرتا ہے۔ صحیح طریقِ کار کیا ہے اس کے لئے زیرِ نظر جائزہ کے ابتدائی حصّہ کی آخری چند سطریں خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں۔ جن میں ناظم ادارہ ایک واضح حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"آج اسلامی نظامِ حیات اور اس کے اُصولوں کی برتری ثابت کرنے کے لئے ان مادہ پرستانہ تحریکوں سے ٹکر لینا اور علومِ جدیدہ کے پیدا کئے ہوئے علمی و تمدنی مسائل کا حل ڈھونڈنا اور اس پر وارد ہونے والے شکوک و شبہات کا جواب دینا ضروری ہے۔ جس کے بغیر اسلامی عقائد و تعلیمات کی برتری ثابت نہیں ہو سکتی۔ یہ موجودہ دَور کی اہم ترین ضرورت اور ایک مجدّدانہ کام ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا"۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ موجودہ دَور کی اہم ترین ضرورت کے لئے "مجدّدانہ کام" کا اعتراف کرتے ہوئے مجدّدِ وقت ہی سے استغناء برتا جائے!! اور بھونڈی قسم کے چند ذاتی کاموں کو مجددانہ کام کا نام دے لیا جائے حالانکہ مجدّد دین بنانا خدا کا کام ہے نہ کہ انسانوں کا۔ جس حی و قیوم خدا نے دینِ اسلام نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے نازل کیا۔ اور ساتھ ہی اس کی ابدی حفاظت کے لئے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ کا وعدہ بھی فرمایا۔ اسی خدا نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہر صدی کے سر پر مجدّدِ دین کی بعثت کا بھی یقین دلایا۔ جو اسی دینِ متین کی گویا حفاظتِ معنوی کے لئے بمنزلہ محافظ خاص کے ہر صدی میں کام کرنے کے لئے برپا ہونے والے تھے۔ چنانچہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیاں اس امر پر شاہدِ ناطق ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی بہ یقین دہانی حرف حرف پوری ہوتی رہی اور کوئی وجہ نہیں کہ اس زمانہ میں جبکہ اسلام کو ایسی خطرناک مخالفانہ طاقتوں کا سامنا ہے (جن کا کچھ تذکرہ زیرِ نظر جائزہ میں ناظم صاحب ادارہ ہی کے قلم سے آگیا ہے) باوجود ضرورت کے خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدّدِ وقت مبعوث نہ ہو۔

اگر علمائے زمانہ بصیرت کی نگاہ سے دیکھتے اور اُن علوم قرآنیہ و حدیثیہ کو عمل میں لانے کی کوشش کرتے جن کی تحصیل میں انہوں نے عمریں صرف کر دیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں صرف مجدّدِ وقت ہی نہیں بلکہ اونچے درجہ کی روحانی شخصیت امام مہدی اور مسیح موعود کے نازل ہونے کی خبر دی گئی تھی اور یہی وہ مبارک وجود ہے جس کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ مقدر ہے اور اُسی کے دم سے اسلام پر حملہ آور طاقتوں کو تباہی و بربادی سے ہمکنار ہونا ہے۔ جو کوئی مسلمان عالم اس سے ہٹ کر اسلام کے رُوحانی غلبہ اور اُس کی سربلندی میں یقین رکھتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ اس مبارک وجود کے بغیر علمائے وقت ایسی دجّالی طاقتوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں، ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ احمقوں کی دنیا میں رہتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ اس کا یہ خیال قرآن و حدیث کی تصریحات کے منافی ضرور ہے۔ اور اب تو اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے علماءِ زمانہ کو "تلخ حقیقت" سے دوچار کر کے عملی تجربہ بھی کرا دیا ہے۔

زیادہ دُور جانے کی ضرورت نہیں، فرقانیہ اکیڈمی کی کہانی پر نظر کر لیں۔ اس کے ناظم صاحب نے اس امر کا جائزہ بھی لے لیا ہے کہ اسلام کو اس وقت کس قسم کے مسائل کا سامنا ہے۔ بلکہ دوسرے علماء سے ایک قدم آگے بڑھا کر موصوف نے اپنی طرف سے اُن مخالفانہ طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے منصوبے بھی بنا لئے۔ کچھ کام بھی کر کے دیکھ دِکھا لیا لیکن ؏

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!!

نتیجہ وہ نہیں نکل سکا جس کی خاطر یہ سب منصوبے تیار کئے گئے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس تلخ حقیقت کا تجربہ کر لینے کے بعد اگر حضرات علماء صحیح رنگ میں غور و فکر سے کام لیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کی غلطی کا سِرا اسی جگہ تھا۔ مگر کون ہے جو اس نہج پر غور و فکر کے لئے تیار ہوگا؟

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ خدا سے زیادہ خود کو دینِ اسلام کے محافظ اور حکیم مطلق سے زیادہ اپنے تئیں دانا خیال کرتے ہیں۔ اور خدائی فیصلوں اور اس کے وعدوں کو یکسر پسِ پشت ڈال کر اپنی نارسا عقلوں سے کام لے کر اسلام کے دفاع یا اس کی سربلندی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اُن کے ایسے خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے کے!!

"موجودہ دَور کی اہم ترین ضرورت" کے ذکر کے بعد اس کے پورا کرنے کے بعض امکانی پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے ناظم صاحب ادارہ نے کھلے بندوں اعتراف کیا ہے کہ:۔

(۱) "ہمارے موجودہ عربی و دینی مدارس اس ضرورت کو پُورا کرنے سے قاصر ہیں"۔

(۲) "ہمارے علماء کا دائرہ مسجدوں اور خانقاہوں تک ہی محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ جو موجودہ معاشرہ کے حالات و واقعات اور اصل حقائق کا سامنا نہیں کر سکتے"۔

(۳) "خود مسلمانوں کی اکثریت آج اپنے دین و مذہب سے برگشتہ اور نئی تعلیم یافتہ نسل اسلامی اقدار کو فرسودگی کی علامت تصوّر کرتے ہوئے کم از کم ذہنی و فکری اعتبار سے مرتد ہوتی جا رہی ہے"۔

خدا بھلا کرے ناظمِ ادارہ کی اس صدق بیانی پر کہ انہوں نے واشگاف الفاظ میں نام نہاد دینی مدارس اور علماء کی صحیح تصویر پیش کر دی۔ جو دعاوی تو بہت بلند بانگ رکھتے ہیں مگر دَورِ آزمائش میں اسلام کے لئے دھوئیں کا سایہ ثابت ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام پر اپنا اقتدار اور بالادستی قائم رکھنے کے لئے علماء کی طرف سے اس امر پر بڑا زور دیا جاتا رہا کہ خیرِ اُمّت میں نبوّت ختم ہو گئی ہے۔ اب علماء ہی وہ سب کام پورے کر لیا کریں گے۔ جو رُوحانیت کے اس اونچے منصب سے متعلق تھے۔ مدارس سے لے کر مساجد اور خانقاہوں تک بس اسی کا پرچار کیا جاتا رہا۔ لیکن ایک لمبے تجربہ اور ناظمِ ادارہ کے تجزیہ کے بعد:۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ کم سے کم علماءِ وقت اس گاڑی کے بیل نہیں۔ جس دَورِ آزمائش سے اس وقت اسلام گزر رہا ہے نہ تو علماءِ زمانہ اور نہ ان کے دینی مدارس کے فارغ التحصیل یا مساجد کے ائمہ اور خانقاہوں کے متولّی اس قابل ہیں کہ اسلام کی کشتی کو پار لگا سکیں۔

رہا "نئی تعلیم یافتہ نسل کا ذہنی و فکری ارتداد" درحقیقت یہ بھی علماءِ حضرات ہی کی لمبے عرصہ سے غیر صحت مندانہ قیادت کا منطقی نتیجہ ہے۔ اور اس حسرتناک صورتِ حال کا ذمّہ دار بھی یہی طبقہ ہے۔ جس صورت میں کہ قائدین خود ہی اسلام کے صحیح تقاضوں سے بے خبر ہوں۔ ان کی نگرانی میں تیار ہونے والی نئی نسل کیونکر اسلام کی والہ و شیدا نکل سکتی ہے؟؟

زیرِ نظر جائزہ میں "نئی تعلیم یافتہ نسل کے ذہنی و فکری ارتداد" کو المیہ قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ اس سے بڑھ کر المیہ علماء کی اس مجرمانہ کوتاہی کا ہے جو دلوں میں ایمان کے زندہ کرنے کی طرف مطلق توجہ نہیں دے رہے۔ یہ بات ناظم ادارہ تک کے لئے بھی لمحۂ فکریہ کا رنگ رکھتی ہے کہ پہلا کام جو اسلام کے کرنے کا تھا وہ تو یہی تھا کہ مسلمانوں کے اس ارتداد کو روکنا اور اس سیلاب کے سامنے مضبوط بندھ باندھنا۔ پہلے نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بناؤ پھر اسلام کی مخالفانہ طاقتوں سے نبرد آزمائی کا بھی پلان بنا لینا۔ میدانِ مقابلہ میں اُترنے سے پہلے مناسب تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی تیاری تو کی نہیں گئی اور لگے ہیں مخالفانہ طاقتوں کا مقابلہ کرنے ـــــ جاری کردہ اکیڈمی کے کامیاب نہ ہونے یا اسی نوع کی تحریکوں کے کما حقہٗ سرے نہ چڑھنے کی اصل وجہ یہی ہے۔ یہی اصل بیماری ہے جو ملّتِ اسلامیہ کو گھُن کی طرح کھائے جا رہی ہے۔ سب سے پہلے دلوں میں زندہ اور فعّال ایمان کی شمع روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد بیشک اسلام کی مخالفانہ طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھ ڈالئے، آپ کی کامیابی یقینی ہے۔

رہی یہ بات کہ دلوں میں ایمان کی شمع کس طرح روشن ہو یہ ایک اہم سوال ہے جس کے بارے میں مع دوسری باتوں کے ہم آئندہ گفتگو کریں گے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْق

خطبہ جمعہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے چار بنیادی تقاضے

(۱) — آپ کو تمام رُوحانی برکتوں اور فیوض کا سرچشمہ سمجھو (۲) — یقین رکھو کہ آپ پر ایمان لائے بغیر حقیقی زندگی نہیں مل سکتی۔

(۳) — اخروی زندگی کی نعماء بھی آپ ہی کے ذریعے مل سکتی ہیں (۴) — اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کیلئے بھی آپ کی پیروی ضروری ہے۔

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۶ ماہ اخاء ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت کریمہ پڑھی:-

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ (سورۃ نساء ع ۲۳)

پھر فرمایا:-

"ایک سلسلہ خطبات کا میں "اپنے ایمانوں کو مضبوط اور مستحکم کرو" کے مضمون پر دے رہا ہوں قبل اس کے کہ میں آج کے خطبہ کا مضمون بیان کروں میں

دوستوں سے دعا کی درخواست

کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلی گرمیوں میں کچھ بے احتیاطی ہوگئی اور میرے خون میں شکر معمول سے زیادہ ہوگئی۔ پہلے قریباً دو سال ہوئے اس سے بھی زیادہ ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بغیر کسی علاج کے اُسوقت صحت دے دی۔ اور خون کی شکر معمول پر آگئی۔ دوست دعا کریں کہ اب بھی اللہ اس عاجز بندے پر رحم فرمائے اور صحت عطا کرے۔ حقیقی شافی وہی ہے

ایمان کے مختلف تقاضے

جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے کیا ہے بعض تقاضوں کے متعلق میں اپنے پچھلے خطبات میں مختصراً بتا چکا ہوں آج ایمان کے جس تقاضے کے متعلق میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے۔ قرآن کریم کا اگر آپ غور اور تدبر سے مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ مضمون بڑی وسعت اور بڑی وضاحت اور بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جب ایمان لانے کو کہا جاتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہوتی ہے۔

محض یہ کافی نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں یا محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ ہم آخرت پر ایمان لائے محض یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ سمجھ لیں کہ ہم اس طرح اپنی ذمہ داری کو پورا کر چکے ہیں درست نہیں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اللہ کے نزدیک کب صحیح اور درست ہوتا ہے؟ ابھی میں نے بتایا ہے میں اس تفصیل میں تو نہیں جا سکتا جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انسان بھی اس کی کامل تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ہر صدی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و احسان کے نئے جلوے بنی نوع انسان کے سامنے پیش کرتی ہے۔ بہت کچھ ہمارے بزرگوں نے کہا۔ مختصر سا میں جلسہ سالانہ کی تقریروں میں بھی دوسری تقاریر میں بھی اور خطبات میں بھی کہہ چکا ہوں۔ اس وقت میں

چار باتیں

یعنی یوں کہو کہ ایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار تقاضوں کے متعلق بیان کروں گا۔

قرآن کریم نے اصولی طور پر تو ہمیں یہ کہا ہے کہ کامل حق کے ساتھ ہمارے رسول محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمہاری طرف مبعوث ہو چکے فَآمِنُوا پس آپ پر ایمان لاؤ۔ خَيْرًا لَكُمْ دین اور دنیا کی بھلائی تم اس میں پاؤ گے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو اس مضمون کی یاد دہانی کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا:-

"كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

یعنی ہر خیر و برکت کا سرچشمہ حقیقی، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ آپ کے علاوہ کہیں بھی دین یا دنیا کی حقیقی بھلائی

انسان حاصل نہیں کر سکتا تو جہاں بہت سی آیات میں آپ پر ایمان لانے کا ذکر ہے میں نے ان میں سے یہ آیت اس لئے منتخب کی ہے کہ اس میں

یہ اصول بتایا ہے

کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تا تم ہر قسم کی خیر اور بھلائی پاؤ۔ پس قرآن کریم اور احادیث پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر ایمان لانے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ آپ کو "خاتم النبیین" سمجھا جائے اور

تمام روحانی برکتوں کا سرچشمہ

آپ کے وجود کو سمجھا جائے۔ اسی لئے احادیث میں بڑی وضاحت سے یہ بیان ہوا ہے کہ یہ خیال غلط ہے کہ حضرت آدم یا حضرت نوح یا حضرت ابراہیم یا حضرت موسےٰ یا حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے آسمانی برکات کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی کے بغیر حاصل کیا اور یہ کہ دیگر انبیاء جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے ان کا رشتہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں آدمؑ سے بھی پہلے نبی اور خاتم النبیین تھا اور اس طرح ہمیں یہ سمجھایا کہ حضرت آدمؑ کو بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احتیاج تھی۔ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیم حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ علیہم اور وہ جو کہتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء دُنیا کی طرف مختلف اوقات میں اور مختلف قوموں میں مبعوث ہوئے ان تمام انبیاء کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی کی احتیاج تھی۔ آپ کے بغیر وہ روحانی درجات کو حاصل نہیں کر سکتے تھے اور آپ کی جسمانی بعثت کے بعد امت محمدیہ میں اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ سے پیار

کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب جو اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ جس کثرت سے ہم سمندر کا پانی بھی نہیں دیکھتے۔ وہ بھی ہر برکت کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا تھا۔ نہ آپ سے پہلے اللہ کے ایسے محبوب گزرے نہ آپ کے بعد اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہوئے جنہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا افاضۂ روحانی کی احتیاج نہ ہو۔ ہر ایک محتاج تھا کہ آپ سے برکات کے حصول کا ہر ایک نے اپنے اپنے دائرہ استعداد کے اندر جتنا اس کا ظرف تھا۔ جتنا اس کا پیالہ تھا۔ اتنا اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات سے بھر لیا اور خدا کا پیارا ہو گیا۔ پس اس معنے میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تاکید کی گئی ہے۔

ہر شخص کے دل میں یہ یقین ہونا چاہیئے

کہ کوئی روحانی برکت یا حقیقی جسمانی نعمت حاصل نہیں ہو سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ باقی ظاہری دنیوی لحاظ سے بعض کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ عارضی خوشیاں ان مسرتوں کے مقابلہ میں نہیں رکھی جا سکتیں۔ جو ایک عاجز انسان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانی سے اپنے رب سے حاصل کرتا ہے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ آپ کو اس معنی میں خاتم النبیین مانا جائے کہ کوئی روحانی برکت اور آسمانی فیض آپ کی وساطت اور آپ کے طفیل کے بغیر انسان حاصل نہیں کر سکتا۔

دوسری بنیادی چیز

اور اہم تقاضا جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ

اس دُنیا کی حقیقی زندگی آپؐ کے بغیر انسان حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے یہ دعوےٰ کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سورۃ انفال میں فرماتا ہے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔

(سورۃ انفال رکوع ۳)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حیات بخش ہے۔ اس آیت کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ آپؐ کی اطاعت کرنا آپؐ کی بات کو ماننا آپ کے کہنے پر چلنا حیات بخش ہے۔ یعنی اس سے زندگی حاصل ہوتی ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص آپ کی بات کو قبول نہیں کرتا اور

آپؐ کی اطاعت کا جُوا

اپنی گردن پر رکھنے کے لئے تیار نہیں وہ حقیقی حیات اور سچی زندگی سے محروم ہے پس معلوم ہوا کہ جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچانتے نہیں ان میں جو زندگی ہمیں نظر آرہی ہے وہ اس زندگی کے مانند اور مشابہ ہے جو چھپکلی کی دُم میں ہوتی ہے۔ جب دُم اپنے جسم سے کٹ جاتی ہے تو کئی منٹ تک وہ ہلتی رہتی ہے۔ اس میں حرکت ہے اور اس میں بظاہر زندگی کے آثار ہیں لیکن حقیقی زندگی نہیں ہے اس کو ایک بچہ بھی سمجھتا ہے کہ جب دُم کٹ گئی تو اس دم کی کیا زندگی ہے بعض دفعہ پندرہ پندرہ منٹ تک چھپکلی کی دم اپنے جسم سے کٹنے کے بعد زندگی کے مشابہ ایک چیز ظاہر کرتی ہے اور انسان اسے بخوبی سمجھتا ہے۔ جو زندگی ابوجہل کی ہمیں نظر آتی ہے یا جو زندگی فرعون کی ہمیں نظر آتی ہے یا جو زندگی دوسرے ان لوگوں کی ہمیں نظر آتی ہے۔ جنہوں نے خدا تعالےٰ کی آواز کو ٹھکراتے ہوئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور اللہ کے نبیوں کے مقابلہ میں گذاری ہے وہ چھپکلی کی دُم کی زندگی ہے اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ زندگی جن چیزوں کا مجموعہ ہے وہ اس زندگی میں ہمیں نظر نہیں آتی۔ لیکن یہ خود ایک مستقل اور لمبا مضمون ہے میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ اصولاً میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ حقیقی زندگی پانے کے لئے اور

ابدی حیات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے

کہ ہم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہنے والے ہوں۔ تیسرا تقاضا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا قرآن کریم نے یہ بیان کیا ہے کہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۔

(سورۃ احزاب رکوع ۳)

اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ چونکہ انسان کو صحیح الفطرت پیدا کیا گیا ہے۔ بہت سے انسان جن کی حیوانی فطرت مسخ ہو چکی ہو۔ ان کے دل میں فطری اور طبعی طور پر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ان سے تعلق پیدا ہو جائے اور اس زندگی کے بعد جو دوسری زندگی انسان کو ملنے والی ہے یعنی اُخروی زندگی اس کی خوشحال زندگی بنے۔ اور اس کی طبیعت اندر سے یہ بتا رہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے اور آخرت کی نعماء کا وارث بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ

انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنے

وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا لوگوں کی فطرتی آواز کو قبول کرنے کے لئے اور ان کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے ہم دُنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر خدا کی رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہو جو تمہاری فطرت کی آواز ہے اگر تم اخروی زندگی کی نعماء پانا چاہتے ہو اگر تم خدا تعالےٰ کی صفات حسنہ کا مظہر بننا چاہتے ہو تو تمہارے لئے صرف ایک راستہ کھلا ہے اور وہ راستہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ پس تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق کو آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپناؤ جس راستہ پر آپ چلے اس راستہ پر قدم رکھو جن راہوں کو آپ نے چھوڑا انہیں ترک کر دو۔ آپ کا رنگ اپنے نفسوں پر چڑھاؤ۔ آپ کی محبت میں اپنی طبیعتوں کو فنا کر دو۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہر اتم ہیں۔ اس لئے جب تم اس رنگ میں رنگین ہو جاؤ گے تو اپنی قوت اپنی فطرت اور استعداد اور اپنے مجاہدہ اور کوشش کے مطابق تمہارے اوپر بھی وہ رنگ چڑھ جائے گا۔ اور اس طرح تم خدا تعالےٰ کی رضا کو بھی حاصل کر لوگے اور اخروی زندگی کو بھی حاصل کر لوگے۔ اس آیت میں جہاں تک میں نے غور کیا ہے خصوصاً اس مضمون کے ضمن میں جو میں بیان کر رہا ہوں اس ورلی زندگی کی نسبت

اخروی زندگی کی نعماء

پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ چونکہ یہ عارضی زندگی ہے۔ اور بڑی چھوٹی زندگی ہے۔ زور اسی پر دیا ہے جنت کی نعماء کے حصول کی۔ اگر انسان اس دُنیا میں اندھا ہے تو اس دُنیا میں اسے آنکھ نہیں مل سکتی۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اخروی زندگی کے نعماء کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ تم صفاتِ باری کے مظہر بنو۔ اور اپنی استعداد کے دائرہ میں صفاتِ باری کا مظہر بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی صفات پر غور کرو یہاں دراصل دو باتوں پر غور کرنے کی بنیادی تعلیم دی گئی ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات پر غور کرو۔ دوسرا یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ حسنہ پر غور کرو۔ پھر تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہر اتم ہیں۔ اور یہ کہ تمہیں خدا تعالےٰ کی رضا آپ کی پیروی اور اتباع اور آپ کا رنگ اپنی طبیعت پر چڑھانے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو جو شخص اخروی زندگی کے لئے جس کو ہم نہ ختم ہونے والی زندگی کہتے ہیں کوشش کرے گا اس کی یہ دنیاوی زندگی خود بخود سُدھر جائے گی وہ یہاں بھی اللہ تعالےٰ کا پیار حاصل کرے گا لیکن اس آیہ کریمہ میں

زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے

کہ اخروی زندگی کی فلاح اور بہبود کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس کا یہی راستہ ہے۔ جب قرآن کریم نے یہ کہا کہ کامل حق کے ساتھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تو اگر تم بھلائی اور خیر چاہتے ہو تو تمہیں آپؐ کے دعوے کو بھی اور آپؐ کی ہدایت کو قبول کرنا پڑے گا۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنا پڑے گا۔ سو اس کا ایک تقاضا یہ بتایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی ضروری ہے تم اس کے بغیر نہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہو نہ اخروی زندگی کی نعماء کو حاصل کر سکتے ہو۔

چوتھی بنیادی بات

جو ایمان بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض یہ ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بن جائے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

(سورۃ آل عمران ع ۴)

میرے نزدیک وہاں اسوۂ حسنہ پر زیادہ زور دیا گیا تھا اور اخروی زندگی پر اور یہاں زیادہ زور بنیادی طور پر ورلی زندگی پر زور دیا گیا ہے۔ زمانہ کی تخفیف کے لحاظ سے یہ حصہ پہلے لے لینا چاہیئے تھا لیکن اہمیت کے لحاظ سے ابدی حیات بہت زیادہ اہم ہے اس لئے میں نے اسے پہلے لیا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تمہیں دُنیا میں محبوب الٰہی بننے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ اگر تم محبوب الٰہی نہ بنو گے تو جو چیز تمہیں حیات ابدی کی خوشیوں کی وارث بناتی ہے وہ حاصل کرنے کے لئے جہنم کے ہسپتال میں سے گذرنا پڑے گا۔ اس لئے تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اسی دُنیا میں تم اللہ تعالےٰ کے محبوب بن جاؤ۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے محبوب ہیں ان کی علامات جو قرآن کریم نے بتائی ہیں وہ بڑی وسیع ہیں۔ اور مختلف پہلوؤں سے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جب تک انسان اس دُنیا میں اللہ تعالےٰ کا محبوب نہیں ہے یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے کہ وہ اخروی زندگی میں خدا کا محبوب ہو گا اور یہ کہ اس کی نعماء کو پالے گا اور اس کی محبت اور رضا کو حاصل کرے گا یا اس کی رضا کی جنتوں کے مختلف جلوے اس پر ظاہر کئے جائیں گے۔ یہ محض تخیل خام ہے۔ اس واسطے فرمایا اس دُنیا میں اللہ تعالےٰ کا محبوب بننا تمہارے لئے ضروری ہے ورنہ تمہارا مقصد اور غرض کے لئے تمہاری پیدائش ہوئی ہے وہ مقصد اور غرض پوری نہ ہو گی اور طریق یہ بتایا کہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو

خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ پھر یہ بتایا کہ محبوب محبوب میں فرق ہوتا ہے ایک محبوب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ آپؐ صفاتِ باری کے مظہر اتم تھے تو یہ بھی ماننا پڑتا ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ سے زیادہ کسی اور انسان سے اللہ تعالےٰ نے پیار اور محبت نہیں کی کیونکہ دوسرے اللہ تعالےٰ کی صفات کے مظہر اتم نہیں۔ انہوں نے وہ قرب حاصل نہیں کیا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کیا۔ انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ مثال ہمارے سامنے رکھ دی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو مظہر اتم ہونے کی وجہ سے محبوبیت کاملہ کے وارث ہیں ان سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہو سکتا اور ہم عاجز انسان بندے ہیں اس اتباع کے باوجود ہم تیری محبت کیسے حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تسلی رکھو۔ اگر تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ اپنے اوپر

پڑھ کر اپنی استعداد کے مطابق میری صفات کے مظہر بننے کی کوشش کروگے تو میں تمہاری غلطیاں دور کروں گا پس اس آیت میں

بڑی امید دلائی گئی ہے

"یَغْفِرْ لَکُمْ" یہ نہ سمجھ کہ وہ اتنا بلند اور ارفع وجود ہے۔ انسان وہاں کیسے پہنچے گا۔ اور پھر مایوس ہو جاتا ہے اور کفر اور الحاد کے اندر ملوث ہو جاتا۔

تو ایک طرف یہ کہا کہ یہ نمونہ ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اسی وقت شیطان دل میں وسوسہ پیدا کر سکتا تھا کہ یہ نمونہ اتنا بڑا ہے کہ تم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا نہیں تمہاری فطری کمزوریاں ہیں ان کی وجہ سے جو تم سے غلطیاں، کوتاہیاں اور غفلتیں ہوں گی۔ ان سے گھبرانا نہیں کیونکہ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرکے

آپؐ کا مظہر بننے کی کوشش کرو

تمہاری خطائیں، گناہ، غفلتیں، کمزوریاں معاف کر دی جائیں گی۔ یہ ہمیں امید دلائی ہے اور ہمارے دل اور ہماری روح کو امید سے بھر دیا ہے۔ اور یہاں ہمیں یہ حکم دیا کہ خالی یہ کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے کافی نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کو مظہر اتم صفات باری سمجھتے ہوئے آپؐ سے انتہائی محبت کی جائے اور محبت کے نتیجہ میں آپ کی اتباع کی جائے یہاں اتباع کا لفظ ہے جو نتیجہ ہے محبت کا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ اصل حکم یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ اور جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کی اتباع کر رہا ہوتا ہے۔ اور اس کے قدم چومتا ہے، اس کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے اس کے پاؤں کی خاک کو اپنا سرمہ سمجھتا ہے، وہ اپنی جان اس پر فدا کر رہا ہوتا ہے۔ اپنی استعداد کے مطابق وہ کامل اتباع کر رہا ہوتا ہے تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو وہ میرا محبوب ہے اس کی اتباع کرو۔ تو میری محبت مل جائے گی۔ اور شیطان تمہارے دل میں یہ وسوسہ نہ ڈالے کہ تم کمزور اور عاجز بندے ہو ہزار غلطیاں کرتے ہو۔ ہزار کوتاہیاں تم سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اس کی فکر نہ کرو۔

ہمارا تم سے وعدہ ہے

کہ اگر تم خلوص نیت کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو کر آپؐ کی اتباع کروگے تو تمہاری کمزوریوں کے باوجود میں تمہیں اپنا محبوب بنا لوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو اپنی مغفرت کی چادر سے ڈھانک دے۔ اور ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رنگ میں محبت کرنے والا پائے۔ جس رنگ میں وہ انسان سے خواہش رکھتا ہے کہ وہ اس کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والا ہو۔"

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن ط

علاقہ کشمیر کیلئے مرکز سے تین مبلغین کی روانگی

قادیان ماہ اپریل ۱۹۷۱ء میں تین نئے مبلغین مرکز سے اپنے حلقہ ہائے تبلیغ میں بھجوائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق دے۔ متعلقہ جماعتوں کا فرض ہے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ تعاون کریں ان کے حلقہ جات حسب ذیل ہوں گے۔

(۱) مولوی سلطان احمد صاحب ظفر فاضل باڑی پورہ ڈاکخانہ خاص کولگام کشمیر۔ ان کے حلقہ میں کاٹھ پورہ۔ یک ایمرچھ۔ نونہ مئی　اور باڑی پورہ وغیرہ کی جماعتیں ہونگی۔

(۲) مولوی حمید الدین صاحب شمس فاضل۔ ان کا پتہ ہیڈ کوارٹر شورت ہے۔ ان کے حلقہ میں کنڈپورہ کولگام　وغیرہ جماعتیں ہوں گی

(۳) مولوی جاوید اقبال صاحب فاضل۔ ان کا تقرر بھدرواہ جموں میں کیا گیا ہے

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

سرینگر میں دو روزہ کامیاب کنونشن

یوم مسیح موعودؑ کی تقریب۔ تبلیغی پروگرام اور تقسیم لٹریچر!

رپورٹ مرتبہ: مکرم عبدالمجید صاحب منظر احمدی پراونشل جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر

تاریخ احمدیت میں ۲۳ مارچ کو خاص طور پر اہمیت حاصل ہے۔ آج سے ۸۰ سال پہلے اس مبارک تاریخ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمقام لدھیانہ بیعت کا آغاز فرمایا تھا۔ اور جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بنیاد پڑی۔ اس کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ہر سال اسی مبارک روز سب احمدیہ جماعتوں میں جلسے ہوتے ہیں۔

علاقہ کشمیر کی احمدیہ جماعتوں کے صدر صاحبان کے مشورہ اور نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی منظوری سے مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سرینگر نے ۲۱ مارچ کو سرینگر میں نمائندگان جماعت کی ایک کنونشن بلانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ جملہ صدر صاحبان کو بہت عرصہ پہلے خطوط لکھے گئے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صوبائی مجلس خدام الاحمدیہ نے بھی فیصلہ کیا کہ قائدین خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر بھی اس تقریب میں شریک ہوں۔

کنونشن میں سرینگر۔ آسنور۔ شورت۔ صوفن نامن۔ مانلو۔ ہاری پاری گام۔ کوریل نزکہ پورہ۔ اونہ گام۔ باندی پورہ کے صدر صاحبان اور قائدین خدام الاحمدیہ کے علاوہ سرینگر کے لوکل افراد نے بھی شرکت فرمائی اس طرح علاقہ کشمیر سے آنے والے شمع احمدیت کے پروانوں سے احمدیہ دار التبلیغ سرینگر میں خاص چہل پہل اور خوب رونق رہی۔

یوم مسیح موعودؑ کی پہلی تقریب

چونکہ اس کنونشن میں بیرونی جماعتوں کے دوست بھی شریک ہوئے تھے۔ اسلئے طے کیا گیا کہ ۲۱ مارچ کو لوکل جماعت احمدیہ سرینگر کی طرف سے یوم مسیح موعود منایا جائے۔ اور دوسرے روز ۲۲ مارچ کو بیرون سے آئے ہوئے احباب کو موقعہ دیا جائے۔ چنانچہ ۲۱ مارچ کو ۳ بجے دن سے یوم مسیح الموعود کی پہلی نشست مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی تلاوتِ کلام مجید مکرم رفیق احمد صاحب ناٹک نے کی۔ اور نظم مکرم مسعود احمد صاحب ڈار نے پڑھی۔ سب سے پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر منظفر احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نائب قائد صوبائی نے صداقت مسیح الموعود علیہ السلام کے عنوان پر کی جس میں آپ نے ضرورتِ زمانہ کو بطور دلیل پیش کر کے پوری شرح و بسط سے موضوع پر روشنی ڈالی۔ دوسرے نمبر پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوے سے پہلے کی بے داغ زندگی کو پیش کیا اور بتایا کہ بعثت کے بعد آپؑ نے دنیا کو پھر سے زندہ خدا۔ زندہ نبی۔ اور زندہ کتاب کی طرف دعوت دی۔ آپ نے تمام تفرقات کو جو کہ خود غرضوں نے اسلام میں پھیلائے تھے دور کر کے اپنے حکم و عدل ہونے کا ثبوت دیا۔ اس سلسلہ میں مکرم ڈاکٹر صاحب نے اُس مخالفت کا بھی ذکر کیا جو ہر زمانہ میں مامورین کی ہوتی آئی ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا۔ تو لوگ حیران ہوئے ہوں گے۔ یہ ایک اکیلا اور معمولی شخص کیا کر سکتا ہے۔ لیکن آج جب ہم احمدیت کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں۔ تو حضور کی کامیابی پر ناقابلِ تردید ثبوت پاتے ہیں۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں نجومی بھی پیشگوئی کرتے ہیں۔ اور خدا کے مرسل بھی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ مگر ان میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا۔ نبی کی پیشگوئی کو خدا کی نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے جبکہ دوسرے اس سے بے نصیب اور محروم ہوتے ہیں۔ چونکہ حضرت اقدس علیہ السلام اس زمانہ کے مامور و مرسل تھے اس لئے آپ نے بھی بہت سی پیشگوئیاں کی ہیں۔ جو کہ برابر سچی ثابت ہو رہی ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود پیشگوئی دربارہ طاعون کا ذکر کیا۔ اسی طرح سفید فام لوگوں میں اسلام پھیلنے سے متعلق پیشگوئی کا بھی ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ

بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کلّه سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ آپ نے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور وضاحت کے مطابق اسلام کے جس روحانی غلبہ کا ذکر اس آیت کریمہ میں کیا گیا ہے وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ سے ہونا مقدر تھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کی حکمت نے بروقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام و امام مہدی کو مبعوث فرمایا۔ ایک زمانہ تھا کہ آپ کے ماننے والے چند نفوس پر مشتمل تھے۔ مگر آج دنیا کے ہر ملک میں شمع احمدیت روشن ہے۔ آپ نے جماعت کی تدریجی ترقی کا مختصر جائزہ لیا اور بتایا کہ کوئی جھوٹی تحریک اس قدر ترقی نہیں کرسکتی۔ ایک وقت تھا کہ جماعت کا بجٹ چند سو روپے تھا۔ اور آج کروڑوں سے زیادہ سالانہ تبلیغی اور تربیتی اغراض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ جو احباب کے مخلصانہ چندوں سے فراہم ہوتا ہے

اس کے بعد صاحب صدر نے ایک مدلل تقریر کی آپ نے احمدیت کی حقیقت اور صداقت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے مثالیں دے کر واضح کیا کہ اسلام یعنی احمدیت ہمیں قربانی کی دعوت دیتی ہے۔ آپ نے کہا ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ بعد دعا یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔

وقفہ برائے نماز و طعام

ساڑھے سات بجے مغرب و عشاء کی نماز جمع کی گئی۔ نمازوں کے بعد مہمانوں نے خدام الاحمدیہ سرینگر کی طرف سے تیار کردہ کھانا تناول فرمایا۔

باہمی مشورہ

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد باہمی مشورہ کی مجلس زیر صدارت مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز منعقد ہوئی جس میں تبلیغی و تربیتی امور زیر بحث آئے۔

مجلس میں صوبائی کانفرنس کا بھی ذکر آیا اور طے پایا کہ اس سال تین روز کے لئے سرینگر میں ماہ اگست کے آخری ہفتہ میں اس کا انعقاد ہو۔ جماعتیں ابھی سے کانفرنس کی کامیابی کے لئے عملی جد و جہد کے ساتھ دعائیں بھی کریں۔

درس بعد نماز فجر

دوسرے دن صبح یعنی ۲۲ر مارچ کو نماز فجر کے بعد مکرم مولوی احمد اللہ صاحب فاضل نے اصلاح نفس کے موضوع پر درس دیا۔ قرآن کریم کی آیات کی تشریح میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے سے پہلے ہمیں خود اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے اپنے اعمال دوسرے لوگوں پر اثر انداز ہوسکتے ہیں اور ہمیں تبلیغی کاموں میں آسانی ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے۔ ہمیں اس کی پیروی کرنا فرض ہے۔ اگر ہم اپنے فرائض نبھا سکے تو اسلام کا تمام دنیا میں بول بالا ہوگا۔

دوسرا دن

یوم مسیح موعودؑ کی دوسری تقریب

۲۲ر مارچ کو چائے وغیرہ سے فارغ ہوکر ساڑھے آٹھ بجے صبح بالاتفاق مکرم غلام محمد صاحب خان صدر جماعت احمدیہ بانلو کی صدارت میں دوسری تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک مکرم ماسٹر نعمت اللہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ آسنور نے کی۔ اور نظم مکرم ماسٹر عبد السلام صاحب لون قائد خدام الاحمدیہ رشی نگر نے پڑھی۔ اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے تقریر مکرم سعید احمد صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ آسنور نے کی۔ آپ کا موضوع "حضرت مسیح موعود کی سیرت" تھا۔ آپ نے سب سے پہلے حضور کی صداقت حدیث نبوی کی روشنی میں ثابت کی۔

اس کے بعد مکرم محمد عبد اللہ صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ شورت نے ایک مفصل تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کی ترقی کا ہمیشہ سامان کیا ہے۔ چنانچہ ہر صدی پر مجدد دیکھیے۔ اور پھر بتت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آگے چل کر آپ نے فرمایا۔ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے ملازمت ٹھکرائی۔ اور فرمایا کہ "مجھے جہاں ملازم ہونا تھا۔ ہوگیا ہوں"۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے جماعت میں تنظیم قائم رکھنے پر زور دیا۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ایک نظم "کرو جان قربان راہِ خدا میں" سنائی۔

اس کے بعد مکرم خواجہ غلام محمد صاحب بانڈی پورہ نے فرمایا۔ کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے وقت پر اپنے امام کو پہچانا ہے۔ جس جذبے کے تحت ہم یہاں آئے ہیں یہ جذبہ ہم میں قائم رہنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضور اقدس علیہ السلام کا دنیا پر ایک احسان ہے۔ کہ آپ نے پھر سے لوگوں کی زندہ خدا زندہ نبی اور زندہ کتاب کی طرف راہنمائی فرمائی اور آپ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھایا ہے۔

اس کے بعد مکرم محمد شفیع صاحب آف ترکہ پورہ بلنڈی پورہ نے اپنی تقریر میں خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں دہرائیں۔ اور نظام کے ماتحت چلنے پر زور دیا۔ آپ نے کہا۔ کہ ہمیں اپنے اندر احمدیت کی حقیقی روح پیدا کرنی ہے۔ آپ نے جملہ صدر صاحبان سے اپیل کی۔ کہ وہ خدام الاحمدیہ کی خاص حوصلہ افزائی کریں۔ اور سلسلہ کے کاموں میں اُن کی مدد کریں۔

اس کے بعد مکرم محمد یوسف صاحب بانڈی پورہ نے ایک مدلل تقریر کی۔ آپ نے آیت قرآنی قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ سے استدلال کر کے بتایا کہ خدا کا محبوب بننے کے لئے ہمیں حضرت محمد عربی صلعم سے بے پناہ محبت کرنی چاہیئے اور رسول اللہ سے محبت کا طریق یہ ہے کہ حضور کے بتائے رستوں پر چلا جائے اور انہیں میں سے امام مہدی کا ظہور ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بروقت دنیا کو گمراہی سے بچایا۔ یہ وہ دور تھا۔ جب آگرہ کی جامع مسجد کا امام عیسائی ہوگیا تھا۔ اور آج احمدیت کی تبلیغ کا نتیجہ یہ ہے کہ عیسائی اسلام کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں اور اسلام کے نور سے منور ہو رہے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی ایک کشمیری نظم "نذرانہ عقیدت" پڑھ کر سنائی۔

بعدہٗ عبد السبحان صاحب گنائی صدر جماعت احمدیہ رشی نگر نے تقریر کی۔ احباب جماعت کو اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلائی اور زیادہ خلوص اور محبت کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کی ترغیب دی۔

اس کے بعد مکرم عبد الاحد صاحب بیگ نائب قائد خدام الاحمدیہ کوریل نے تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ نوجوانوں کو اپنا کردار بلند کرنا چاہیئے چونکہ آئندہ ذمہ داری اُن پر ہے۔ آپ نے کہا کہ ہمیں غیروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے۔

بعدہٗ صدر جلسہ نے ایک مدلل تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ گو ہمارا راستہ کانٹوں سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن اگر ہم ہمت اور احتیاط سے چلیں تو ہم یقیناً منزل مقصود کو پہنچ جائیں گے۔ آپ نے تقویٰ پر زیادہ زور دیا۔ اور نمونہ بننے کی تلقین کی۔ آپ نے کہا کہ غفلت اور سستی چھوڑ کر ہمیں کام کرنا چاہیئے

اس کے بعد مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کرائی اور یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔

وقار عمل

بحمد اللہ اب علاقہ کشمیر کے نوجوان طبقہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ میں کام کرنے کا خاص جذبہ اُبھر رہا ہے۔ چنانچہ اس کنونشن کے موقع پر صفائی کا انتظام۔ کھانا پکانا۔ کھانا کھلانا مہمانوں کی سہولیات کا دوسرا انتظام کرنا یہ سب کام خدام الاحمدیہ کے ذمہ تھے۔ جس میں مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس مکرم شکیل احمد صاحب شکیلی مکرم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب مکرم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب مکرم رفیق احمد صاحب مکرم مسعود احمد صاحب۔ مکرم فضل اکرام صاحب بزرگوار ماسٹر نذیر احمد صاحب اور خاکسار کو خصوصی خدمات کا موقعہ ملا۔ خدا تعالےٰ اسے قبول فرمائے۔ آمین۔

خدام الاحمدیہ صوبائی کی میٹنگ

اسی روز یعنی ۲۲ر مارچ کو خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر کی ایک الگ میٹنگ زیر صدارت مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس منعقد ہوئی۔ جس میں تبلیغی اور تربیتی امور پر غور و فکر کیا گیا۔

تقسیم لٹریچر

مذکورۃ الصدر سب کاموں سے فراغت کے بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز۔ مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس مکرم شکیل احمد صاحب شکیلی مکرم رفیق احمد صاحب۔ مکرم مسعود احمد صاحب اور خاکسار لٹریچر لے کر بازاروں میں پھیل گئے۔ اور روحانی تحفہ کے ذریعہ ہزاروں افراد تک بیک وقت پیغام حق پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالےٰ اس ناچیز کوشش میں برکت ڈالے۔

اخبارات میں کنونشن کا ذکر

یہ بات قابل ذکر ہے کہ کنونشن کا ذکر مقامی اخبارات میں آچکا ہے۔ چنانچہ موقر روزنامہ "زمیندار" محررہ ۵ر مارچ ۱۹۷۱ء میں شائع شدہ خبر حسب ذیل ہے

"کشمیر کے احمدیوں کا دو روزہ اجلاس"

سرینگر۔ گذشتہ دنوں مسجد احمدیہ سرینگر میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں بہت سے امورات پر بحث و مباحثہ ہوا آئندہ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ اپنی مالی قربانیوں کو تیز تر کرنے پر زور دیا گیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ چین۔ جاپان وغیرہ علاقوں میں پیغام حق پہنچانے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم ہونے کی وزارتی

اہلِ پیغام کا اعتراف

(کہ)

حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں ایک نبی

(از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

(۱) لاہوری فریق نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تصانیف کی کلید بنام کلید الکلام لاہور سے شائع کی اس کے صفحہ ۱۳۷ پر یہ ہیڈنگ دیا ہے "مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نبی" یہ عنوان حضور علیہ السلام کے رسالہ الوصیت صفحہ ۱۳ کے حاشیہ کا دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ لاہوری فریق قادیان کو خیر باد کہہ دینے کے بعد بھی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتا تھا۔ بلکہ الوصیت کے حاشیہ کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے بھی آئندہ ہونے والے نبی پر یقین رکھتا تھا۔

(۳) ایسا ہی وہ اسلام میں خلافت کو دائمی تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۶ پر شہادت القرآن صفحہ ۵۸ و ۷۵ اور بدر ۲۵ / ۸ / ۰۶ کے مضمون کے تحت اس نے دائمی خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے عنوان "خلافت دائمی اسلام میں" رکھا ہے۔

(۳) آج فریق لاہور کے اکابر حضور کی تحریرات میں دعویٰ نبوت کے بارے میں "تناقض" کو نبوت کے خلاف بتلاتا ہے۔ مگر اس سے قبل اس کتاب کے صفحہ ۱۳۳ پر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۸ اور صفحہ ۱۴۹ ۔ ۱۵۰ نافل) کی رو سے یہ عنوان دے کر کہ "مرزا صاحب کی کتابوں میں بعض تناقضوں کی وجہ" نہ صرف تناقض کو تسلیم کرچکا ہوا ہے بلکہ اس کی ضروری وجہ کو بھی صحیح قرار دے کر اصل حقیقت کو بیان کرچکا ہوا ہے۔ نامعلوم کہ وہ اب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۸ ۔ ۱۴۹ و ۱۵۰ میں "تناقض" کا لفظ موجود ہونے کے باوجود انکار پر اصرار کیوں کررہا ہے؟

(۴) اسی کتاب صفحہ ۳۰۵ پر الوصیت ۱۴ کے مضمون کے رو سے "امت محمدیہ میں نبوت" اور فتح اسلام صفحہ ۱۵ و لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۲ و نزول المسیح صفحہ ۹۱ و ۱۰۸ و براہین احمدیہ پنجم ۱۸۱ کی رو سے اس نے "فرستادہ انبیاء" کو تسلیم کیا ہوا ہے۔

(۵) آج اس گروہ کی طرف سے حضور کے احمد ہونے سے انکار کیا جاتا ہے مگر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۶ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب بروزی رنگ میں احمد کے نام کے مستحق ہوتے ہیں۔"

کوئی صاحب "بروزی" کے لفظ سے دھوکہ نہ کھاویں کیونکہ حضور نے ایک تمثیل کے ازالہ میں یشوع نبی کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ

"حضرت موسیٰ کا یشوع بروزی تھا" ۱۲

اسی طرح یہ بھی تحریر فرماتا ہے کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو پیرائیوں میں ظہور فرمایا تھا ایک بروزِ موسوی اور دوسرے بروزِ عیسوی۔"

(تحفہ گولڑویہ ۱۵۹)

پس کسی کے بروز ہونے سے اس کی نبوت کا انکار نہیں ہو سکتا ورنہ ان کو چاہیئے کہ وہ یشوع و آنحضرت صلعم کی نبوت کا بھی انکار کردیں۔

(۶) اربعین سوم حاشیہ صفحہ ۲۸ حاشیہ و بدر اخبار کے بعض حوالوں کی رو سے اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۲ پر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کی ممانعت و حرمت کے لئے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ

"غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعاً ممنوع ہے۔"

(۷) غیروں سے علیحدگی پسندی کے بارے میں "مجموعہ اشتہارات صفحہ ۱۸۲ کے الہام و مضمون کا عنوان یہ قائم کیا ہے کہ

"پیشگوئی جو مسلمانوں میں سے مرزا صاحب سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا"

ملاحظہ ہو کلید کلام الامام صفحہ ۳۹۔

مگر آج اہلِ پیغام سارا زور غیروں میں مدغم و مخلوط ہونے پر لگا رہے ہیں۔

(۸) قادیان دائمی مرکز سے وداع ہوکر بھی یہ گروہ مانتا رہا ہے کہ حضور علیہ السلام کو کشف میں یہ دکھایا گیا تھا کہ قادیان کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ اس مضمون کے لئے اس نے ازالہ اوہام ص ۳۲ و ۷۶ کے حوالہ سے یہ عنوان رکھا ہے "کشف" قادیان کا لفظ قرآن میں"۔ موجود ہے۔

(۹) ایسا ہی کتاب البریہ صفحہ ۲۲۶ حاشیہ و ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱ کی رو سے تسلیم کیا ہے" قادیان کا لفظ حدیث میں کدعہ۔ میں مذکور ہے۔

(۱۰) اگر کبھی ہماری طرف سے مشابہت کے اظہار کے لئے قادیان کے جلسہ سالانہ کو ظلی حج کا نام دے دیا جاتا ہے تو گروہ لاہور ناراض ہوجاتا ہے۔ لیکن اپنی اسی کتاب میں اخبار بدر ۲ ۱/۲ / ۶ کے مضمون کا عنوان "قادیان حج کی جگہ" رکھا ہے ملاحظہ ہو ص ۹۷۔

(۱۱) اربعین چہارم ص ۶ حاشیہ کے مضمون کا عنوان یہ دیا ہے کہ "مرزا صاحب کا ماننا مدارِ نجات ہے" مگر آج نہ ماننے والے مکفروں، مکذبوں و مترددوں کی طرف میلان ہے غرضیکہ جن امور کا فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر فرما دیا ہوا ہے۔ اور فریق لاہور ان کو تسلیم کرچکا ہوا ہے۔ اب اپنی سیاسی و دنیوی و نفسانی مصلحتوں کی وجہ سے ان کے متعلق سوالات کھڑے کرکے من مانی تشریحات لکھ کر ان کو اپنا علم لدنی قرار دے کر جماعت احمدیہ کو مطعون کرتا رہتا ہے۔

ہم اہلِ پیغام کے اکابر سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضور کے ان فیصلوں اور اپنی مذکورہ تحریرات کا کیا جواب ہے کیا ہم امید رکھیں کہ ان میں سے کوئی ان باتوں کا جواب دے گا؟ مولوی صدر الدین صاحب، شیخ مصری صاحب۔ چیمہ صاحب، منصور صاحب، مولوی عبد المنان صاحب اور ان کے جنرل سیکرٹری صاحب و دیگر سیکرٹریان و مبلغین ان امور کا جواب دیکر مشکور فرماویں۔ کھلے دل والے سیکرٹری صاحب بھی توجہ کریں۔

آخر میں ہم چاہتے ہیں کہ فریق لاہور کو حضرت مسیح موعود نبی اللہ کی اولاد مرکز و نبوت و خلافت سے چڑ ہے تو وہ براہ مہربانی حسب ذیل تحریرات کا بھی جواب دے کر اپنا دامن آلودگی سے پاک ثابت کرے۔

حضرت مسیح موعود نبوت و خلافت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا تعالے نے میری اولاد کے لئے دونوں قسم کی رحمت سے حصہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے ذرا دوسری قسم رحمت کے وعدہ کا ذکر دل تھام کر پڑھیئے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و آئمہ و اولیاء و خلفاء ہے تاکہ ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پاجائیں سو خدا تعالے نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔"

(سبز اشتہار حاشیہ ص ۲۰)

اس تحریر و اقتباس میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالے نے حضور کی اولاد میں نبی، رسول، آئمہ اولیاء، خلفاء کھڑے کرکے دنیا کی ہدایت کا سامان کرے گا۔

فریق لاہور حضور کی اولاد میں سے صرف دو خلیفوں پر ہی تو خلافت کو گدی قرار دیکر

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بقیہ صفحہ نمبر ۱

کی گئیں۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس جماعت کی شاخیں دنیا کے ہر حصے میں قائم ہوچکی ہیں۔ اور بڑی تیزی سے یہ جماعت پھیل رہی ہے۔ اس جماعت نے آج تک ۲۳ مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کا ترجمہ کردیا ہے۔ اور ۱۳۰۰ زبانوں میں ترجمہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے ۳۶۰ مساجد دنیا کے مختلف ممالک میں تعمیر ہوچکی ہیں ان مسجدوں کے تعمیر کرنے میں زیادہ تر احمدی مستورات کا حصہ ہے۔ اب جلدی اُن کا ایک ریڈیو اسٹیشن قائم ہونے والا ہے۔ نیز ربوہ میں ایک بڑا پریس بھی قائم ہورہا ہے جس میں یوم مسیح موعود کی تقاریب بھی عمل میں آئیں۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت چالیس آدمی آپکے معتقد ہوئے تھے۔ لیکن آج دنیا کا کوئی حصہ بھی آپ کے ماننے والوں سے خالی نہیں ہے۔

آخر میں احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالے ہماری ناچیز کوشش کے بہترین نتائج نکالے اور ہمیں استقلال کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق ملتی چلی جائے۔ آمین۔

منقولات

فرقانیہ اکیڈیمی بنگلور کی کہانی

ایک جائزہ اور ایک تلخ حقیقت

(منقول از صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۹ اپریل سنہ ۱۹۷۱ء)

مندرجہ بالا عنوان کے تحت اخبار صدق جدید لکھنؤ مجریہ ۲ اپریل سنہ ۱۹۷۱ء میں ایک مضمون بصورت اپیل شائع ہوا ہے۔ ایک ندوی مولوی صاحب نے "فرقانیہ اکیڈیمی" نام پر "اسلامی تحقیقات و نشریات" کا ایک ادارہ بنگلور کے مضافات میں قائم کیا۔ بقول بانی و ناظم ادارہ کچھ کام بھی ہوا لیکن ساتھ ہی عجیب تلخ حقیقت کا تجربہ ہوا وہ حسرتناک نتیجہ اور سبق آموز بھی۔ اپیل کے اختتام پر مدیر صدق کا تین سطری نوٹ کچھ اسی قسم کا ہے۔ اکیڈیمی کی اس کہانی کے چند اقتباس عبرت اور موعظت کے لئے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے تاثرات دوسری جگہ ملاحظہ ہوں۔ (ایڈیٹر بدر)

جائزہ کی ابتداء ناظم ادارہ کے الفاظ میں اس طرح ہوتی ہے:۔

"اسلام دور آزمائش میں"

اس وقت اسلام نہایت ہی نازک اور کٹھن دور سے گذر رہا ہے۔ ایک طرف مادیت اور ملحدانہ نظریوں اور فلسفوں سے اس کا سامنا ہے تو دوسری طرف اس کی سائنس اور علوم جدیدہ کا چیلنج درپیش ہے۔ جو نئے نئے مسائل (Problems) کھڑے کر کے گویا اس کی راہ میں روڑے اٹکانا چاہتے ہیں اور تیسری طرف اس پر عیسائی مشنریوں کا منظم حملہ ہو رہا ہے لہذا آج اسلامی نظام حیات اور اس کے اصولوں کی برتری ثابت کرنے کے لئے ان مادہ پرستانہ تحریکوں سے ٹکر لینا اور علوم جدیدہ کے پیدا کئے ہوئے علمی و تمدنی مسائل کا حل ڈھونڈھنا اور اس پر وارد ہونے والے شکوک و شبہات کا جواب دینا ضروری ہے جس کے بغیر اسلامی عقائد و تعلیمات کی برتری ثابت نہیں ہوسکتی یہ موجودہ دور کی اہم ترین ضرورت اور ایک مجددانہ کام ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔

موجودہ المیہ

ہمارے موجودہ عربی و دینی مدارس اس ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر ہیں (الّا ماشاء اللہ) کیونکہ ان میں جدید علوم اور عصر حاضر کے فلسفوں سے روشناس نہیں کرایا جاتا۔ اور ان سے نبرد آزما ہونے کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ نتیجہ یہ کہ ہمارے علماء کا دائرہ مسجدوں اور خانقاہوں تک ہی محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ جو موجودہ معاشرہ کے حالات و واقعات اور اصل حقائق کا سامنا نہیں کرسکتے اس بناء پر عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک فرسودہ مذہب ہے جو اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ اور اس میں جدید حالات و مسائل سے نپٹنے کی کوئی صلاحیت نہیں رہ گئی ہے۔ خود مسلمانوں کی اکثریت آج اپنے دین و مذہب سے برگشتہ اور نئی تعلیم یافتہ نسل اسلامی اقدار کو فرسودگی کی علامت تصور کرتے ہوئے کم از کم ذہنی و فکری اعتبار سے مرتد ہوتی جا رہی ہے۔ موجودہ خدا بیزاری آخرت فراموشی، اخلاقی قدروں کا زوال اور عریاں تہذیب کا دور دورہ سب کچھ اسی ذہنی ارتداد کی دلیل اور لادینی تہذیب پر فریفتگی کی علامت ہے لہذا حامیانِ دین نے اگر حالات کی سنگینی کا اندازہ کر کے ان حالات کو بدلنے کے لئے فوری اقدامات نہیں کئے۔ تو اس سے نہ صرف اسلام کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ بلکہ یہ عالم انسانی کا بھی ایک بہت بڑا خسارہ ہوگا۔

وقت کا تقاضا

اس صورت حال کو بدلنے کے لئے ایک تو ہمارے عربی مدارس کے نصاب اور تعلیم میں فوری تبدیلی کر کے انہیں عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے اور دوسرے بلا تاخیر ایسے سنجیدہ و تحقیقاتی ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں پر علمی و سائنٹیفک انداز میں اسلام پر ہونے والے حملوں کے خلاف تحقیقی لٹریچر تیار کیا جائے الحاد و بے دینی کے اثرات زائل کرنے کے لئے اسلامی اقدار کی برتری ثابت کی جائے۔ جدید پیش آمدہ علمی و معاشرتی اور تمدنی مسائل کا حل اسلامی اصولوں کی روشنی میں دریافت کر کے عالم انسان کی راہنمائی کی جائے اور سب سے بڑھ کر موجودہ ذہنیت کے مطابق نئے اور مؤثر انداز میں اسلام کا تعارفی لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کر کے وسیع پیمانے پر اس کی نشر و اشاعت کی جائے۔

اسلامی نظام زندگی کی برتری ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اسلام ایک زندہ اور ابدی مذہب ہے۔ جو ہر حال میں عالم انسان کی قیادت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی ذہنی تبدیلی آسکتی ہے اور نہ کوئی ٹھوس نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔ اور اسلام اسلام کہنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا"۔

اس کے بعد جناب ناظم صاحب ادارہ نے فرقانیہ اکیڈیمی کے پروگرام میں چھ نکاتی باتوں میں "موجودہ دور کی ضرورت کے مطابق اسلامیات پر علمی و تحقیقی کتب شائع کرنا۔ انگریزی اور دیگر زبانوں میں اسلام کا تعارفی لٹریچر تیار کر کے غیر مسلموں میں تبلیغ و اشاعت کے کام کو تیز تر کرنا" بیان کیا ہے اکیڈیمی کے سامنے مقاصد میں مسلمانوں سے ذہنی و فکری پسماندگی دور کر کے ان کے ملی و منصبی عمل و کردار کا تعیین کرنا۔ عالم انسانی کی تعمیر نو اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایک مثبت و فعال رول ادا کرنا" کو بھی شمار کیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس اجتماعی نوعیت کے کام میں تعاون کی اپیل کرتے ہوئے لکھا:۔

"لہذا اس کام کی تکمیل کے لئے تمام ہمدردان اسلام کا تعاون دامے درمے، سخنے قدمے ضروری ہے۔ اس سے چشم پوشی دین سے بے حسی کی دلیل ہوگی جو ایک زندہ ملت کے افراد کے لئے کسی طرح بھی زیب نہیں دیتی"۔ (صدق جدید ۲ اپریل صفحہ ۶)

مضمون کی دوسری قسط میں ناظم صاحب ادارہ نے اس تلخ حقیقت کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے وہ بجائے خود باعث عبرت ہیں لکھا ہے:۔

ایک تلخ حقیقت

"بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ عوام ادارے کے مقاصد اور اس کی کارگزاریوں کی کوئی قدردانی نہیں کر رہے ہیں حتی کہ مطبوعات کی نکاسی تک بھی نہایت ہی سست اور حوصلہ شکن ہے۔ اگر سرد مہری کا یہی حال رہا تو پھر منتظمین کی ہمت جواب دے جائیگی اور اکیڈیمی کو مجبوراً بند کرنا پڑے گا۔ جو ایک بہت بڑا ملی المیہ ہوگا"۔

اسی طرح لکھا کہ

"افسوس۔ چند کارگذاریوں کے اظہار کے بعد بھی حالات بڑے صبر آزما گفتہ بہ اور عبرت ناک ہیں۔ ہم نے اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ تمام ہمدردانِ اسلام سے اکیڈیمی کی امداد و اعانت کے لئے بارہا درخواست کی اور ناشرین کتب سے اپنی مطبوعات بھیجنے کی بھی استدعا کی مگر ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی"۔

مدیر صدق پر حقیقت لائے

ناظم ادارہ کے مفصل جائزہ اور تلخ حقیقت بیان کر کے اپیل کرنے پر مدیر صدق جدید نے جو تین سطری رائے درج کی ہے وہ پُر حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ فکر انگیز اور عبرتناک بھی ہے فاضل مدیر نے لکھا ہے:۔

"یقین ہے کہ بانی و ناظم اکیڈیمی کو اب تجربہ ہوگیا ہوگا کہ اپنی ملت کے درمیان کسی ٹھوس علمی دینی تحریک کو چلانا اور پھیلانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں"۔

(صدق جدید ۹ اپریل ۱۹۷۱ء صفحہ ۸)

حصہ آمد کے موصی احباب

فارم اصل آمد پُر کر کے جلد واپس ارسال فرمائیں

حصہ آمد کے موصی احباب اور خواتین سے اُن کی سال ۱۹۷۰ء۔۷۱ء (یکم مئی ۱۹۷۰ء لغایت ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء) کی آمدنی معلوم کرنیکے لئے فارم اصل آمد بھجوائے جا رہے ہیں۔ جو دوست جماعتوں سے وابستہ ہیں ان کے فارم سیکرٹریان مال کو بھجوائے گئے ہیں اور افراد کو براہِ راست فارم بھجوائے جا رہے ہیں۔ جن دوستوں کو فارم مل چکے ہوں وہ پُر کر کے سیکرٹریانِ مال کی وساطت سے اور افراد براہِ راست دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو جلد بھجوا دیں۔ کیونکہ حصہ آمد کے موصی احباب کے حسابات کی تکمیل کا انحصار انہی فارموں کو پُر کر کے دفتر بہشتی مقبرہ کو واپس کرنے پر ہے جس قدر تاخیر سے آپکی طرف سے فارم پُر ہو کر آئیں گے۔ سالانہ حساب، آپکی خدمت میں بھجوانے میں اسی قدر دیر ہوگی۔ لہذا فارم اصل آمد جلد پُر کر کے واپس فرما دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔

خوشیوں کا راز

از محترمہ راشدہ پروین صاحبہ بی۔ اے۔ جمشید پور (بہار)

ہماری یہ دُنیا دن بدن ترقی کے زینہ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ جنگل میں بے مقصد چہل قدمی کرنے والا اور سردی سے بچنے کے لئے پہاڑوں کی غاروں میں اپنا جسم چھپانے والا انسان اب عالیشان مکانوں میں رہنے لگا ہے۔ وہ انسان جو کبھی اپنے جسم کو درختوں کے پتوں اور جانوروں کی کھالوں سے چھپا لیتا تھا آج خوبصورت اور قیمتی لباس میں ملبوس نظر آتا ہے۔

چاند پر قدم رکھا جا چکا ہے اور اُس پر انسانی ہاتھوں کے ذریعہ گاڑا ہوا جھنڈا سائنس کی ترقی کے گیت سُنا رہا ہے۔ سائنس دان اپنے تجربہ پر پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں۔ یو۔ این۔ او۔ بھی دنیا امن قائم کرنے کی کوشش میں کوشاں ہی نظر آتا ہے لیکن ان کوششوں میں اُسے کامیابی کہاں تک حاصل ہوئی ہے یہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اپنی مختلف قابلیت اور انتھک کوششوں سے انسان نے اپنی زندگی کو کافی آرام دہ بنا لیا ہے لیکن ابھی جگہ پر ایک چھوٹا مگر اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان آرام و آسائش اور کامیابی کے بعد حقیقی خوشی کو اُس نے کس حد تک حاصل کیا ہے۔ کیا اُس کی پہنچ حقیقی مسرت تک ہو سکی ہے یا نہیں۔

خوشی کا حقیقی مطلب ہے ذہنی سکون جسے دوسرے لفظوں میں بھی کہہ سکتے ہیں۔

جہاں تک اس سوال کے جواب کا تعلق ہے ہمارے خیال کے مطابق ان ساری علمی اور معاشی اور ذہنی ترقیات کے باوجود انسان حقیقی مسرت سے دور اپنے آپ کو تفکرات کی دُنیا میں کھویا کھویا سا محسوس کرتا ہے۔ پھر بھی اُس کا Unconcious mind اور Concious اس ذہنی اُلجھن کا ازالہ کرنے میں ناکامیاب رہتا ہے۔ کیونکہ وہ بھول جاتا ہے کہ ساری راحتوں کامیابیوں اور ترقیات کا سرچشمہ ہمارا پیارا شفیق اور مہربان خدا ہے

وہ اس نہر کے میٹھے اور لذیذ پانی سے سیراب تو ہوتا ہے مگر یہ سوچنے کی زحمت نہیں کرتا کہ ان ساری نعمتوں کا سرچشمہ Resources کون ہے کہاں ہے؟ وہ اپنے محسن کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ خدا جو کہ ہماری حقیقی اور ابدی خوشی کا خزانہ ہے۔ جس کی رضا اور قربت میں ہی دینی اور دنیاوی خوشی کے سارے بھید اور پوشیدہ ہیں جس سے مسرت کی کرنیں ہر لمحہ پھوٹتی ہیں۔ اور لوگوں کے دلوں کو روشن کر دیتی ہیں۔ جو دل اس نور سے محروم ہیں اس کی رضا سے دور ہیں۔ اس کی قربت سے الگ ہے وہ بالکل تاریک ہیں۔ جن میں روحانی روشنی کی کوئی کرن نہیں یہ ہم لوگوں کی بدنصیبی ہے کہ اس نور کو چھوڑ کر تاریکی کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ یعنی پھولوں کی سیج کو چھوڑ کر کانٹوں کو اپنے گلے لگاتے ہیں۔ جن کی چبھن اس دُنیا میں پہلے ہی کم محسوس ہو۔ لیکن آخرت میں بڑی شدت سے محسوس ہوگی یہ چبھن جو ذہنی اور روحانی طور پر کبھی کبھی اس دُنیا میں محسوس ہوتی ہے وہ آخرت میں جسمانی طور پر مشہود ہوگی۔

انگریز شاعر George Herbert نے بھی کہا ہے

God is the best treasure of Happiness

عزت، علم، دولت اور خوبصورتی ساری خوبیاں ہم لوگوں نے اسی شہنشاہوں کے شہنشاہ سے پائی ہیں۔ کیوں نہ ان خوبیوں کو پانے کی کوشش کرنے سے پہلے اُس پیارے آقا کو پانے کی کوشش کی جائے جو دینی اور دُنیاوی خوبیوں کا مجموعہ ہے۔

خدا ایک اعلیٰ اور برتر ہستی ہے۔ وہ بے مثال ہے اُس کا کوئی ثانی نہیں۔ اُسکی تمام صفات ازلی اور ابدی ہیں کوئی بھی صفت معطل نہیں اور نہ ہوگی وہ واحد لاشریک ہے۔ جس کی کوئی بیوی نہیں کوئی بیٹا نہیں جس کا کوئی ہم صفت نہیں کوئی ہمتا نہیں۔ وہ ایک زبردست طاقت کا مالک ہے۔ وہ تمام صفات کاملہ کا مجموعہ ہے۔ عبادت اور بندگی کا مرکز وہی ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو عبادت اور بندگی کا حق نہیں۔

احمدیہ جماعت کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے:

”خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو۔ اور اُس کے سوا ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ اور ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ ہم نے اُس کو دیکھا ہے اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی ہے۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔“

(کشتی نوح)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کی روشنی میں ہم لوگوں کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ آپ کے قول پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ کوشش کرنا اپنا فرض ہے۔ اور کامیابی اُس کے ہاتھوں میں ہے جبکہ ایسی کوشش کرنے والے کو وہ اعلیٰ کامیابی سے نوازتا ہے۔

ایک بڑی نامی کہاوت ہے۔ ڈھونڈنے سے خدا ملتا ہے یہ صرف کہاوت ہی نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے۔ لیکن ڈھونڈنے کا طریقہ صحیح ہونا چاہیئے۔ اگر کسی بُت کو خدا سمجھ کر اُس کی پرستش کی جائے یا کسی پیپل کے پیڑ کو خدا کا مقام دے دیا جائے تو یہ اس درجہ کی بے وقوفی ہوگی جس سے خدا کسی قیمت پر خوش نہیں ہوگا مثال کے طور پر ہمارے سامنے پیغمبروں کی تواریخ موجود ہے۔ اُن لوگوں نے خدا کی خاطر اُس کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اُس کی رضا کو پانے کے لئے کونسی قربانی پیش نہیں کی۔ کونسی تکالیف نہیں اُٹھائیں اُن لوگوں نے اپنی جان و مال، عزت، اولاد اور گھر، آرام و آسائش سب اپنے مولیٰ کے قدموں میں بے حد احترام کے جذبہ کے ساتھ نچھاور کر دیا۔

اپنے اسی رحیم اور کریم کی محبت کی آغوش میں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کرنے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھنے، آنحضرتؐ غار ثور میں بھوکے اور پیاسے اپنے اور اپنے پیارے وطن مکہ کو خیر باد کہنے اور مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی کا بیش قیمت لمحات قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

خدا کی رضا کو پانے کے لئے اُس کے قرب کی منزل تک پہنچنے کے لئے اگر کوئی کامیاب راستہ ہے تو وہ اسلام ہے۔ جسے طے کر کے اُس کی شفقت اور ہمدردی جیسی نعمت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسلام کی خوبیوں کی ایک جھلک ہمیں مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار میں ملتی ہے ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو اُس محبوب حقیقی کو صحیح رنگ میں شناخت کرنے اور اُس کی رضا کی راہوں پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا یہ بے چین و مضطرب دُنیا ایک امن بخش معاشرہ کی صورت اختیار کر سکے۔ آمین۔

تصحیح

مکرمہ راحتن بی بی صاحبہ جن کا نمبر وصیت ۱۳۸۰۰ ہے۔ اُن کی عمر وصیت کے کاغذات میں ۴۵ سال ہے سہواً اخبار بدر کے یکم اپریل کے پرچہ میں اعلان وصیت میں ان کی عمر ۹۵ سال لکھ دی گئی ہے۔ احباب اپنے پرچوں میں درستی کرتے ہوئے ان کی عمر ۴۵ سال لکھ لیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ولادت

میری بھانجی صوفیہ عابد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۸ ر اپریل ۱۹۷۱ء میں پہلا لڑکا عنایت فرمایا۔ موصوفہ لیکچرار ہے۔ اور دینی و دنیاوی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہتی ہے۔ لہٰذا ہر دو کی صحت و سلامتی اور درازئ عمر کے لئے بزرگانِ دین و درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔

زیب النساء بی۔ اے
بنت مولوی عبدالستار صاحب مرحوم
سلامت باغ کٹک (اڑیسہ)

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینجر)

علاقہ مالابار میں تبلیغی جلسے

رپورٹ مرتبہ:- مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج مدراس

پالگھاٹ میں مورخہ ۲۰، ۲۱ مارچ کو منعقدہ کامیاب کیرلہ کانفرنس کے بعد مبلغین کا وفد سالستان کوٹہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں مورخہ ۲۴ مارچ تا ۲ اپریل مذاہب عالم کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔

مالابار کی بعض جماعتیں مبلغین کے اس وفد سے تبلیغی فائدہ اُٹھانا چاہتی تھیں۔ اس لئے باہمی مشورہ سے یہ فیصلہ ہوا کہ سالستان کوٹے کی عالمی کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کانفرنس کے اختتام تک اسلام اور احمدیت کی نمائندگی کرتے ہوئے سالستان کوٹے میں ہی مقیم رہیں۔ چنانچہ محترم مولانا صاحب موصوف ۲ اپریل تک وہاں رہے اور تمام کانفرنسوں اور اجلاسوں میں شریک رہے۔ آپ کی مدد کے لئے مکرم مولوی عبد السلام صاحب بھی آپ کے ساتھ رہے۔

چونکہ خاکسار کو تامل ناڈو اسکی بعض جماعتوں کا مالی دورہ کرنے کے بعد ۴ اپریل تک مدراس پہنچنا ضروری تھا۔ اسلئے خاکسار مورخہ ۲۹ مارچ کو کوناگن پلی کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں سے جماعت آدی ناڈو، کوٹار، سنان کولم، میلا پالم اور سنکرن کوئیل ہوتا ہوا مدراس پہنچا۔

مورخہ ۲۷ مارچ کو مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب کالیکٹ کے لئے روانہ ہوئے اس کے بعد جو رپورٹ خاکسار کو ملی ہے اختصار سے درج ذیل کی جاتی ہے۔

کالیکٹ مورخہ ۲۸ مارچ کی رات کے ۸ بجے مدرسۃ المسلمین کالیکٹ میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب تبلیغی جلسہ ہوا جس میں مکرم مولوی امینی صاحب نے دو گھنٹے کے قریب مخاطب کیا۔ غیر احمدی کافی تعداد میں موجود تھے بڑے پرسکون ماحول میں جلسہ ہوا۔

کالی کاٹ مورخہ ۲۹ مارچ کی صبح یہ تبلیغی وفد کالی کاٹ پہنچا۔ یہاں ہماری کوئی جماعت نہیں ہے۔ چند سال قبل چند احمدی نوجوان کالیکٹ سے لٹریچر وغیرہ لے کر کردلائی کی جماعتوں سے یہاں تقسیم لٹریچر کے لئے تشریف لے گئے تھے بعض اس گاؤں کے رہنے والوں نے اُن کی مخالفت کی اور اُنہیں وہاں سے واپس آنا پڑا تھا۔

اس کے بعد اس سال ماہ فروری میں نوجوانوں کا ایک تبلیغی وفد گیا تھا تو وہاں کے نوجوان طبقہ نے ان کو خوش آمدید کہی۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہاں پر ایک جلسہ کیا جائے۔ چنانچہ مسلسل چار روز تک مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب نے وہاں پر کامیاب تقریریں کیں۔

اسی اثناء میں جمعہ کا دن آیا تو غیر احمدیوں نے اپنی مسجد احمدیوں کو دی تاکہ نماز جمعہ ادا کریں۔ چنانچہ اُس مسجد میں احمدیوں نے نماز جمعہ ادا کی۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں کے سنجیدہ اور معزز افراد میں احمدیت کے بارے میں اچھا تاثر قائم کیا۔ پالگھاٹ میں منعقدہ کانفرنس میں شمولیت کے لئے اس گاؤں سے چھ سات افراد کا ایک وفد بھی آیا تھا۔ کانفرنس اور اس کی تقریریں اور دیگر کارروائیاں دیکھ کر اُنہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگلے سال کی کانفرنس کالی کاٹ میں ہونی چاہیئے۔ اور تمام انتظامات کی ذمہ داری اُنہوں نے قبول کی۔

اس ماحول سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے وہاں مورخہ ۲۹ مارچ کی شام کو ایک تبلیغی جلسہ ہوا۔ اس جلسہ کی تشہیر وغیرہ غیر احمدیوں نے ہی کی۔ مکرم مولوی امینی صاحب اور مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب نے جلسہ کو مخاطب کیا۔ تین گھنٹے تک نہایت پرسکون ماحول میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کے بعد معززین نے ملاقات کی اور اس بات کی خواہش کی کہ آپ لوگ ہمیں نہ چھوڑ دیجئے بلکہ بار بار آئیں انشاء اللہ اچھے نتائج کی وہاں توقع ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گاؤں میں ایک اچھی جماعت قائم فرمائے۔ آمین۔

یہاں پر ایک بات قابل ذکر ہے کہ کالی کاٹ میں اچھا اثر پیدا کرنے میں جماعت ہائے احمدیہ منار گھاٹ، کردلائی اور کالی کٹ کے نوجوانوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ خاص طور پر مکرم ایم۔ کے محمد صاحب اور مکرم اے۔ کے یوسف صاحب اور مکرم محمد یوسف صاحب خاص طور شکریہ کے مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

بینگاڈی اس جلسہ سے فارغ ہوکر تبلیغی وفد بینگاڈی کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جماعت مالابار کی قدیم جماعتوں میں سے ایک ہے۔ اور بہت مخلص اور فعال جماعت ہے۔ محترم حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کا مولد و مسکن ہے۔

مورخہ ۳۰ مارچ کو بعد نماز عشاء مسجد احمدیہ میں ایک تربیتی اجلاس اور دوسرے دن ۳۱ کو ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوئے جس میں قریباً تین گھنٹے اراکین وفد نے تقریر کی

کینانور دوسرے دن وفد کینانور پہنچا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں مالابار میں سب سے پہلی جماعت یہاں قائم ہوئی۔ اس جماعت کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان کھڑا کیا گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مالابار کے سارے علاقہ میں احمدیت کی آواز پہنچائی اور قریباً ۲۱ جماعتیں اب مالابار میں ہیں۔

اس دفعہ یہ تبلیغی جلسہ گوشت مارکیٹ کے سامنے کے کمپاؤنڈ میں ہوا۔ غیر معمولی طور پر ہماری تقاریر سننے کے لئے کافی لوگ کافی جمع ہوئے تھے۔ مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس جلسہ کو مکرم پروفیسر محمد صاحب ایم۔ اے۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔ اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے مخاطب فرمایا۔ نہایت پرسکون ماحول میں اور بہت کامیابی کے ساتھ یہ جلسہ منعقد ہوا۔

سوگرال مورخہ ۲ اپریل بروز جمعہ وفد کینانور سے روانہ ہوکر براستہ سنجیشور ہوتا ہوا سوگرال پہنچا۔ یہ محترم صدیق امیر علی صاحب صوبائی صدر احمدیہ سنٹرل کمیٹی کا مسکن ہے۔ یہاں پر اب بھی مخالفانہ ماحول ہے۔

یہاں پر جلسہ مقامی ڈاکخانہ کے سامنے رکھا گیا۔ اس میں شمولیت کے لئے بینگاڈی سے بھی بعض معززین تشریف لاتے تھے۔

یہ جلسہ محترم بی۔ عبد الرحیم صاحب برادر صغیر محترم مولانا عبد اللہ صاحب فاضل کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے جلسہ کو مخاطب کیا۔ مکرم مولوی امینی صاحب کی تقریر کا ترجمہ ساتھ ساتھ مکرم صدیق امیر علی صاحب کرتے رہے۔

جلسہ کے شروع میں غیر احمدی بچوں نے بڑوں کے اشاروں اور شہ پر بہت شور مچایا۔ اور تالیاں بجا کر جلسہ میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کی۔ جب بھی یہاں پر ہمارا جلسہ ہوتا ہے۔ بچوں کی طرف سے اس قسم کے کھیل پروگراموں کا ضرور اہتمام ہوتا ہے۔ پہلے پہلے تو بڑے لوگوں نے بھی اس قسم کے ہنگامہ خیز پروگراموں میں حصہ لیا تھا لیکن بعد میں یہ اعزاز انہوں نے بچوں کے لئے محدود رکھا ہے۔ خاکسار کو بھی اس دفعہ ایک جلسہ کے دوران اس قسم کی تہذیبی کارروائیوں کا تجربہ ہوا تھا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے اور حق و صداقت قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اس جلسہ سے فارغ ہوکر محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی مدراس کے لئے روانہ ہوئے۔ اور مورخہ ۴ اپریل کی صبح مدراس پہنچے۔ اسی دن محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل بھی سالستان کوٹے کی کانفرنس سے فارغ ہوکر مدراس تشریف لے آئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ کے سالانہ جلسے

جملہ جماعتہائے احمدیہ اڑیسہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مبلغ انچارج مکرم حکیم محمد دین صاحب کی اطلاع کے مطابق جماعتوں میں جلسوں کا پروگرام مندرجہ ذیل ہوگا۔ اسکے مطابق جماعتیں اپنے اپنے ہاں کے جلسوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ مبلغین کے وفد میں انچارج صاحب مبلغ کے علاوہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ دہلی شامل ہوں گے

۳۰ اپریل بھدرک یکم مئی سورو

۲ مئی یہ وفد ۱۲ بجے تک کٹک پہنچ جائے گا۔ آگے انہیں ٹیکسی پر لے جانے کا انتظام سونگھڑہ کی جماعت کو کرنا چاہیئے۔

۲-۳ مئی سونگھڑہ ۔ ۴ مئی چودہ کلاش ۔ ۵ مئی کرڈاپلی ۔ ۶ مئی پینکال
۷ مئی کو جمعہ کٹک میں ادا ہوگا۔ اسکے بعد کیرنگ کے لئے روانگی ہوگی۔
۸/۹ مئی جلسہ کیرنگ۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تحریکِ نصرتِ جہاں ریزرو فنڈ میں

حصہ لینے والے اور ۳۱؍۳؍۷۱ تک ادا کرنیوالے مخلصین کی تیسری فہرست

دفتر کی طرف سے ایسی فہرست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرضِ دعا بھجوادی گئی ہے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

نمبر شمار	اسمائے وعدہ کنندگان	جماعت	رقم وعدہ	صف	ادائیگی
۱	مکرم سید فضل احمد صاحب	پٹنہ (بہار)	۲۰۰۰	دوم	۲۰۰۰
۲	" ملک محمد اسمٰعیل صاحب	" "	-	"	۲۰۰۰
۳	" پروفیسر عزیز احمد صاحب	چائے باسہ "	۵۰۰	سوم	۲۰۰
۴	" ڈاکٹر سید حمید الدین صاحب	جمشید پور "	۵۰۰	"	۲۰۰
۵	" ای محمود صاحب مالاباری	کلکتہ	۵۰۰	"	۲۰۰
۶	" ظفر احمد صاحب ابن میاں محمد حسین صاحب	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۷	" محمد جہانگیر صاحب ابن میاں محمد ادریس صاحب	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۸	" سید عبد القدیر صاحب	کٹک	۵۱۰	"	۲۰۰
۹	" سید منظور احمد صاحب	پوری	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۰	" صادق علی صاحب	سورو	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۱	" محمد احمد صاحب ابن پروفیسر محمد صاحب	سکندرآباد	-	-	۲۰۰
۱۲	" سید احمد صادق صاحب	حیدرآباد	۵۰۰	سوم	۲۰۰
۱۳	" یوسف حسین احمد صاحب	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۴	محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۵	مکرم سیٹھ سید حسین صاحب کاچی گوڑہ	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۶	" سید جہانگیر علی صاحب	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۷	" سیٹھ فاضل کرم علی صاحب	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۸	" بشیر محمد خان صاحب	بمبئی	۵۰۰	"	۲۰۰
۱۹	" سیٹھ محمد الیاس صاحب	یادگیر	۵۰۱۰	اوّل	۲۰۰۰
۲۰	" سیٹھ محمد اسماعیل صاحب غوری	"	۵۰۰	سوم	۲۰۰
۲۱	" محمد نعمت اللہ صاحب غوری	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۲	" محمد رفعت اللہ صاحب غوری	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۳	" محمد رحمت اللہ صاحب غوری	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۴	" محمد نصرت اللہ صاحب غوری	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۵	" شاہ ربر انڈسٹریز یادگیر	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۶	" محمد علی صاحب گڈے	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۷	شوہوتم یادگیر	"	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۸	مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب	بنگلور	۵۰۰	"	۲۰۰
۲۹	" ٹی علی صاحب	کالیکٹ	۵۰۰	"	۲۰۰
۳۰	" کے۔ پی آستو صاحب	"	۲۰۰۰	دوم	۱۰۰۰
۳۱	" محمد صالح صاحب	کردنا گپلی	۵۰۰	سوم	۲۰۰
۳۲	" مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل	قادیان	-	-	۱۰۰
۳۳	" مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب	"	۵۰۰	سوم	۲۰۰

مرمّت مقاماتِ مقدّسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں، مرورِ زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔ ہندوستان کی جماعتوں پہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کی براہِ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہِ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ اس سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب بطورِ شکرانہ مرمتِ مقاماتِ مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

امتحان کُتُب سلسلہ عالیہ احمدیہ

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال نظارت ہذا کی طرف سے **"سیرتِ طیبّہ مع ضمیمہ دُرِّ منثور"** تقریر دلپذیر بیدی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ اوّل یعنی صفحہ ۹۳ تک کا امتحان لیا جائے گا۔ اس کا انعقاد ۳؍ اخاء ۱۳۵۰ ہش مطابق ۳؍ اکتوبر ۱۹۷۱ء بروز اتوار ہوگا۔ نظارت نے حسبِ سابق تاریخِ امتحان کی تعیین کر دی ہے۔ اس بارہ میں ضروری ہدایت یہ ہے کہ جب امتحان کی تاریخ میں چند دن باقی رہ جاتے ہیں تب بعض افراد کی طرف سے تاریخ کے التواء کا مطالبہ آجاتا ہے جس سے نظارت کی کارگذاری بہت متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کسی فرد یا جماعت کو کوئی اعتراض ہو تو وہ صدرِ جماعت کے توسط سے ۳۱؍ مئی ۱۹۷۱ء سے پہلے پہلے اطلاع دے دیں۔ تاکہ کثرتِ رائے کی روشنی میں فیصلہ کیا جا سکے۔ ماہ اکتوبر میں تاریخ رکھی گئی ہے اس لئے ۳۱؍ مئی کے بعد آنے والی کسی درخواست پر غور نہ ہو سکے گا۔ لہذا جلد اطلاع دیں۔ جملہ صدر صاحبان، سیکرٹریانِ تبلیغ و تربیت اور مبلغینِ کرام نوٹ فرمالیں۔

احبابِ جماعت سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ابھی سے امتحان کی تیاری شروع کر دیں گے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں امتحان میں شریک ہو کر روحانی فیوض سے مستفید ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

یہ کتاب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس روایات اور سیدہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے بلند اخلاق۔ اعلیٰ روحانیت اور بلند مقامِ توکّل کے شہ پاروں پر مشتمل ہے۔ جو بہترین روحانی غذا ہیں۔ اس کے مطالعہ اور اس پر عمل کر کے روحانی اقدار کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ احبابِ جماعت کثرت سے اس روحانی چشمہ سے پوری طرح سیر ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔

باوجود اس کے کہ یہ کتاب بے پناہ خوبیوں کا ایک مجموعہ ہے اس کی اصل قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے لیکن امتحان دینے والوں کی سہولت کے پیشِ نظر رعایتی قیمت صرف ایک روپیہ مقرر کر دی گئی ہے۔ پس احبابِ جماعت اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پورے ذوق اور شوق کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں امتحان میں شامل ہوں۔

یہ کتاب دفتر **مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان** سے صرف ایک روپے میں مل سکتی ہے۔ کتاب کی قیمت کے علاوہ محصولِ ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

احبابِ جماعت جلد سے جلد کتب منگوا کر امتحان کی تیاری شروع کر دیں اور امتحان دینے والوں کی مکمل فہرست جلد از جلد نظارت ہذا کو بھجوادیں۔ تاکہ نظارت بھی ضابطہ کی کارروائی مکمل کر سکے۔ فہرست درج ذیل کوائف کی صاف ستھری تکمیل کے ساتھ مرکز میں بھجوائیں:۔

نام۔ ولدیت/زوجیت۔ مقام مع مکمل پتہ۔ ضلع۔ صوبہ

امید ہے کہ عہدیدارانِ جماعت اور مبلغینِ کرام جلد توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست ہائے دُعا

(۱) ـــ خاکسار کی مالی حالت ان دنوں بہت کمزور ہے۔ اس کی درستی کے لئے اور اہل و عیال کی صحت و عافیت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: مسعود احمد کشکی۔ ساکن کلکتہ۔

(۲) ـــ میری بیوی سخت علیل ہو کر ان دنوں میڈیکل کالج ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ اُن کی کامل شفایابی کے لئے احبابِ کرام اور بزرگانِ عظام سے عاجزانہ التماس ہے۔

خاکسار: شیخ محمد سعید عرف جمعہ۔ میڈیکل کالج ہسپتال کٹک (اڑیسہ)

(۳) ـــ مکرم برادرم بشیر احمد صاحب گنائی شورت (کشمیر) سے تحریر کرتے ہیں کہ وہ امسال 1st Year T.D.C. کا امتحان دے چکے ہیں نتیجہ نکلنے والا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے جملہ احبابِ جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: عبد الرشید ضیاءؔ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔

جملہ مذاہب کی عالمی کانفرنس

بقیہ صفحہ اوّل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت۔ امنِ عالم۔ قومی یکجہتی۔ اور باہمی اتحاد کے لئے جماعتِ احمدیہ کے نمایاں کارنامے ۔ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کیلئے جماعت کی سرگرمیاں، وغیرہ امور پر بہترین رنگ میں روشنی ڈالی۔

اس عبادت اور تقریر نے سامعین پر کافی گہرا اثر ڈالا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر اس کانفرنس کے بانیوں میں سے ایک Swamy Nithya Chaithanya Yathi نے رپورٹ کا خلاصہ سناتے ہوئے کہا کہ مورخہ ۲۵ مارچ کی شام کو اسلامی نمائندہ نے جو عبادت اور تقریر کی تھی اس کا گہرا اثر ہمارے قلوب میں ہمیشہ قائم رہے گا۔ نمازیوں کے چہرے روحانیت تقویٰ۔ خلوص اور یکسوئی سے پُر تھے۔ اس طرح ان کی تقریر اسلام کو سمجھنے اور بہت ساری غلط فہمیوں کو دور کرنے والی تھی۔ کیرلہ کے تمام اخبارات نے بھی اس پروگرام کی رپورٹ شائع کی ہے۔

لطیفہ جب مکرم مولوی امینی صاحب اپنا مضمون پڑھ رہے تھے کہ کہیں سے ایک بہت بڑا سانپ آیا جو اس عبادت گاہ کے باہر کھڑے ہوئے سینکڑوں افراد کی توجہ کا مرکز بنا۔ یہ سانپ پانچ دس منٹ تک اپنا پھن پھیلائے کھڑا رہا۔ پھر چپکے سے چلا گیا۔ دوسرے دن اخبار ماتر وبھومی نے اس خبر کو اہمیت دے کر چھپے میں رپورٹ دی کہ ـــ " مولوی شریف احمد صاحب امینی کی قیادت میں ہوئی عبادت میں ایک بہت بڑے سانپ نے بھی شرکت کی ۔"

پارلیمنٹ میں مضمون

مورخہ ۲۵ مارچ کے اجلاس میں مکرم محمد یوسف صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ نائب صدر جماعت احمدیہ کروناگپلی نے "Islamic Concept of God and Creation" کے عنوان پر اپنا مضمون پڑھ کر سنایا۔ اسی کا ایک اور مضمون یکم اپریل کے اجلاس میں Guru Nanak in the Islamic Perspective کے عنوان پر پڑھا گیا۔

مورخہ ۳۱ مارچ کے اجلاس میں مکرم مولوی امینی صاحب کی طرف سے ایک مضمون Life after death and the Idea of the doomsday in Islam." کے بارے میں مکرم عبدالوہاب صاحب ایم اے نے پڑھ کر سنایا۔ پارلیمنٹ کے Discussions میں مولوی امینی صاحب۔ محمد یوسف صاحب۔ اور عبدالوہاب صاحب نے حصہ لیا۔

ریڈیو پروگرام

مورخہ ۲۶ مارچ کو آل انڈیا ریڈیو کے نمائندگان نے ایک پروگرام مرتب کیا جس میں اس کانفرنس میں شامل بڑے بڑے مذاہب کے نمائندوں کی رائے اتحاد باہمی کے حصول اور قیامِ امن کے متعلق ریکارڈ کی گئی۔ اس پروگرام میں پانچ مذاہب کے پانچ نمائندوں نے حصہ لیا۔ اسلام کی نمائندگی کا شرف بھی محترم مولوی امینی صاحب کو حاصل ہوا۔ آپ نے قیامِ امن۔ قومی یکجہتی اور اتحادِ باہمی کے لئے جماعتِ احمدیہ کی تجویزیں بیان فرمائیں۔ ہر ایک کے لئے صرف تین تین منٹ ہی مقرر تھے۔ علاوہ ازیں اس پروگرام میں محترم امینی صاحب کی تلاوتِ قرآنِ کریم بھی ریکارڈ کی گئی۔

بُک سٹال اور تقسیم لٹریچر

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کانفرنس میں شریک تمام نمائندگان اور مختلف مذہبی تحریکوں کے سرپرستوں کی خدمت میں اسلامی لٹریچر نہایت سلیقہ اور نظام کے تحت تقسیم کیا گیا۔ روزانہ جونہی آخری اجلاس ختم ہو کر پارلیمنٹ ہال سے نمائندگان باہر آتے ہمارے ہونہار اور مستعد نوجوان اپنے ہاتھوں میں لٹریچر لے کر ہر نمائندے کے پاس پہنچتے اور نہایت محبت و ادب سے پیش کرتے۔ روزانہ مختلف لٹریچر تقسیم کرنے کا اہتمام کیا گیا اس موقعہ پر خاص طور پر مندرجہ ذیل لٹریچر تقسیم کیا گیا:-

(1) Islam the need of hour. (2) Why I believe in Islam. (3) The message of Prince of Peace. (4) A word of warning.

نظارت دعوۃ و تبلیغ نے اس عالمی کانفرنس کے لئے کثیر تعداد میں لٹریچر روانہ کیا تھا۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کالیکٹ نے اپنا ایک خوبصورت بک سٹال بھی قائم کیا تھا۔ جہاں سے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور دیگر قیمتی کتابیں اور لٹریچر فروخت ہوتی رہیں۔ یہاں بھی مختلف ممالک سے آئے ہوئے نمائندگان اور مختلف مذاہب کے علماء آتے رہے۔ اور اپنی پسند کی کتب خریدتے رہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو تبلیغ کا بہترین موقعہ عطا فرمایا۔ دنیا کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مختلف مذاہب کے سینکڑوں نمائندگان میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کا شرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا جس کے لئے ہر احمدی کا دل شکرِ الٰہی سے لبریز ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہماری اس تبلیغی مہم کو کامیاب کرنے میں محترم محمد یوسف صاحب کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے آمین۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس جملہ مذاہب کی عالمی کانفرنس کے نتائج اسلام کے حق میں نہایت بابرکت ہوں آمین:

بقیہ صفحہ (۷)

تمسخر اڑاتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے تو ان میں سے بکثرت خلفاء کھڑے کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ بلکہ خلافت کے علاوہ نبوّت کا وعدہ بھی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اور حضورؑ بھی ابراہیم ثانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی کثرت اولاد و نبوّت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو ابراہیمی ابدی عہد کی تجدید ہے۔ (مزید ملاحظہ ہو ہمارا کتابچہ سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ کا ابدی عہد ہے)

خلفاء کی آمد کے متعلق مزید فرماتے ہیں کہ فیثبت انّ المسیح الموعود او احد من خلفائہ یسافر من ارض و ینزل بد مشق فی وقت من الاوقات۔ (تحفہ بغداد ص۲۷)

ایک طرف تو خلافت سے انکار پر اصرار اور اسے گدّی قرار دے کر تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اپنے آپ کو اور مولوی صدر الدین صاحب سرگروہ فریق لاہور کو خلیفہ قرار دے کر اس حدیث کا مصداق بھی بتایا جاتا ہے۔ مولوی صدر الدین حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کو "ابرہہ" قرار دیتا ہے اور خود ابرہہ اوّل کی طرح قادیان دارالامان پر حملے کرتا رہتا ہے اور اس کے مقابلہ پر اپنی کالونی کو "دارالامان" ٹھہراتا نہیں تھکتا یا للعجب! ہم فریق لاہور کے "اکابرین" و "اہل الرائے" سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ جب آپ خلافت کے سرے سے منکر ہیں تو پھر اپنے مزعومہ "امیر" کو دمشق جانے کی وجہ سے مذکورہ حدیث کا مصداق کس بناء پر قرار دیتے ہیں۔ اور جبکہ آپ "میرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نبی" کا اعتراف کر چکے ہیں تو اب اس سے انکار کرنے اور پھر جانے کی کیا وجہ پیدا ہو گئی ہے؟ کیا یہ آپ کی تبدیلیٔ عقیدہ اور ہیرا پھیری کا بیّن ثبوت نہیں ـــــ ؟؟

ھر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ـــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

23—1652 / 23—5222 } ٹیلیفون نمبرز { "Autocentre" : تار کا پتہ